Regd No P 67

رجسٹرڈ نمبر ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ولقد نصرکم اللّٰہ ببدرٍ وانتم اذلّۃ

ہفت روزہ
بدر
قادیان

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ ۶ روپے
ششماہی ۵۰-۳ روپے
ممالک غیر ۵۰-۷ روپے
فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے

جلد نمبر ۱۰ | ۲ ر امان ۱۳۴۰ ہش ۱۴ ر رمضان ۱۳۸۰ھ ۲ ر مارچ ۱۹۶۱ء | نمبر ۹

اخبار احمدیہ

ربوہ ۲۵ ر فروری (بوقت پونے دس بجے صبح) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ اطلاع مظہر ہے کہ

کل حضور کو اعصابی بے چینی کی کچھ شکایت رہی اس وقت طبیعت نسبتاً بہتر ہے :

احباب جماعت دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو شفائے کامل و عاجل عطا فرما دے۔ آمین۔

حضرت سیدہ ام مظفر احمد صاحب تا حال لاہور میں علیل ہیں۔ سیدہ موصوفہ کو یرقان کی تکلیف ہو گئی ہے احباب دعا فرمادیں اللہ تعالیٰ آپ کو جلد شفائے کامل عطا فرمائے۔

قادیان ۲۷ ر فروری بساتویں روزے سے مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب فاضل نے مسجد اقصیٰ میں بعد نماز ظہر درس القرآن دینا شروع کیا۔ احباب جماعت ذوق شوق سے شریک ہوتے ہیں۔

قادیان ۲۷ ر فروری۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد سلمہ ربہٗ مع اہل و عیال لفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمدللہ۔

اسلام میں توحیدِ کامل کا نظریہ

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

ذیل کا قیمتی مضمون وہ لیکچر ہے جو محترم جناب صاحبزادہ صاحب سلمہ ربہٗ نے سالانہ جلسہ قادیان منعقدہ ۱۶، ۱۷، ۱۸ ر دسمبر ۱۹۶۰ء پر دیا تھا۔ اسے افادۂ احباب کے لئے ذیل درج کیا جاتا ہے ——— (ایڈیٹر)

موجودہ زمانہ میں جبکہ ذرائع آمد و رفت اور حمل و نقل کی ترقی اور ریڈیو اور ٹیلی ویژن وغیرہ کی ایجادات کی وجہ سے دنیا کے دور دراز علاقے آپس میں متحد ہو چکے ہیں۔ اور افتراق اور اختلاف کی جگہ اتحاد اور اجتماعیت نے لے لی ہے بہت سی بُت پرست اور شرک کرنے والی قومیں اور مذہب بھی اپنے آپ کو ایک خدا کا ماننے والا اور موحد قرار دیتے ہیں۔ اور آج دنیا میں شاید ہی کوئی معروف مذہب ہو جو کھلے بندوں دو خداؤں یا دو سے زیادہ خداؤں کا قائل نظر آئے۔ اس میں شبہ نہیں کہ توحید کے مسئلہ پر اس وقت تقریباً تمام مذاہب اصولی طور پر متفق ہو چکے ہیں۔ بلکہ ایک مذہب کے پیرو دوسرے مذہب کے ماننے والوں پر یہ الزام لگاتے رہتے ہیں کہ یہ پوری طرح توحید کے قائل نہیں ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ باوجود توحید کے نظریہ پر سب مذاہب کے اتفاق و اجتماع کے توحید کے مفہوم کے متعلق مذاہب میں اختلاف ہے۔ اور بہت سے ایسے مذہب ہیں جو توحید کے نام کے نیچے ہر قسم کے شرک کو چھپائے بیٹھے ہیں۔

اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو ایسے ملک اور ایسے زمانہ میں پیدا ہوا جس میں شرک یعنی خدا کے ساتھ دوسرے خداؤں کو ماننے کا عقیدہ اور رواج سب سے زیادہ زوروں پر تھا۔ اس پاک مذہب کے ذریعہ ہر قسم کی مشرکانہ باتوں کا بکلی استیصال کیا گیا۔ اور خدا کی وحدانیت اور شرک کے متعلق اصل حقیقت کو کھول کر بیان کر دیا گیا۔

قبل اس کے کہ میں اسلام کی توحید الٰہی کے متعلق تعلیم کی وضاحت کروں۔ یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ توحید کے کیا معنی ہیں۔ توحید عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی کسی کو ایک یگانہ اور یکتا سمجھنا ہے۔ اسلامی یا مذہبی اصطلاح میں توحید کا لفظ اللہ تعالیٰ کی پاک اور بے مثل ہستی کو اس کی ذات، صفات اور اس کے افعال اور شانِ الوہیت میں ایک سمجھنے کے معنی میں آتا ہے۔

اسلامی اصطلاح میں شرک کا مطلب خدا کی ذات، صفات یا افعال میں کسی اور کو شریک کرنا ہے۔ شرک کے متعلق اگر باریک بین نظر سے دیکھا جائے تو اس کی مندرجہ ذیل تقسیم ہو سکتی ہے۔

۱۔ یہ خیال کرنا کہ ایک سے زیادہ ہستیاں ہیں جو یکساں طاقتیں اور تصرف کا اختیار رکھتی ہیں۔ اور سب کی سب دنیا کی حاکم مقتدر اور سردار ہیں۔ یہ شرک فی الذات ہے۔

۲۔ یہ خیال کرنا کہ دنیا کی مدبر اور صاحب اقتدار ہستیاں ایک سے زیادہ ہیں۔ جن میں کمالات تقسیم ہیں کسی میں کوئی کمال پایا جاتا ہے اور کسی میں کوئی دوسرا کمال پایا جاتا ہے۔ اس کو بھی شرک فی الذات ہی کہنا چاہیئے۔

۳۔ وہ اعمال جو مختلف قوموں میں عاجزی اور انکساری کے لئے اختیار کئے گئے ہیں۔ ان میں سے جو حد درجہ کے انتہائی عاجزی اور تذلل کے اعمال اور طریق ہیں ان کو خدا کے سوا کسی اور کے لئے اختیار کرنا بھی شرک ہے۔ مثلاً سجدہ ہے جس کو ہماری پنجابی زبان کے موجودہ محاورہ کے مطابق "متھا ٹیکنا" "پیریں پینا" کہتے ہیں اور جو انتہائی تذلل اور ادب کا طریق ہے۔ اس کو اللہ کے سوا کسی اور کے لئے اختیار کرنا بھی شرک ہے۔ سجدہ میں انسان گویا اپنے آپ کو خاک میں ملا دیتا ہے۔ اس سے بڑھ کر تذلل اور ادب کا طریق انسانی عقل تجویز نہیں کر سکتی۔ پس ایسا عمل یا طریق صرف خدا کے لئے ہی اختیار کرنا چاہیئے۔ تا خدا اور دوسرے وجودوں میں امتیاز قائم رہے۔

۴۔ شرک کی چوتھی قسم یہ ہے کہ انسان ظاہری اسباب کے متعلق یہ سمجھے کہ ان سے میری ضرورت پوری ہو جائے گی۔ اور اللہ تعالیٰ کے تصرف اور دخل (Intervention) کا خیال دل سے نکال دے اور یہ خیال کرے کہ صرف مادی اسباب اور ذرائع ہی ہماری ضرورت کو پورا کریں گے۔ مثلاً اگر کوئی سمجھے کہ روٹی کھانے سے ضرور ہی پیٹ بھر جائے گا اور بدن میں طاقت آجائے گی۔ اور خدا کی قضاء کا اب اس معاملہ میں کوئی دخل نہیں۔ یا کپڑا پہنتے ہوئے یہ سمجھے کہ یہ سردی کے اثر سے بچا لے گا تو یہ خیال بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت اور تصرف کا گویا انکار ہے۔ اور نتیجہ کو کلیتہً اسباب کی طرف منسوب کرنا ہے۔ اس لئے یہ بھی ایک رنگ کا شرک ہے۔

۵۔ پانچویں قسم شرک کی یہ ہے کہ خدا کی وہ مخصوص صفات جو اس نے بندوں یا دوسری مخلوقات کو نہیں دیں جیسے مُردوں کو زندہ کرنا یا کوئی چیز پیدا کرنا یا مثلاً یہ کہ خدا نے کہا ہے کہ میں ازلی یا ابدی ہوں میرے سوا کوئی ازلی نہیں۔ یا یہ کہ میں فنا سے محفوظ ہوں جبکہ سب فنا کا شکار ہیں ایسے سب امور میں خدا کی خصوصیت کو شک دینا اور ان صفات میں کسی اور کو شریک قرار دینا شرک ہے۔ خواہ یہ عقیدہ رکھا جائے کہ خود خدا نے ایسی صفات اپنے غیر کو عطا کی ہیں تب بھی یہ شرک ہے۔

۶۔ چھٹی قسم شرک کی یہ ہے کہ انسان خدا کے بنائے ہوئے اسباب کو بالکل نظر انداز کر دے۔ اور یہ سمجھے کہ کسی شخص یا چیز نے بلا ان اسباب کے استعمال کرنے کے جو خدا تعالیٰ نے کسی خاص کام کے لئے مقرر فرمائے ہیں۔ اپنی ذاتی اور خاص طاقت کے ذریعہ سے اس کام کو کر دیا ہے۔ مثلاً خدا نے آگ کو جلانے کے لئے پیدا کیا ہے۔ اب اگر کوئی شخص یہ خیال کرے کہ کسی انسان نے بلا آگ یا بغیر ایسے ہی دوسرے ذرائع کے اختیار کرنے کے اپنی ذاتی طاقت سے آگ لگا دی ہے اور قانونِ قدرت کو گویا توڑ دیا ہے یہ بھی شرک ہے۔ لیکن اس میں مسمریزم ہپنوٹزم وغیرہ طریق شامل نہیں۔ کیونکہ یہ طاقتیں خود قانونِ قدرت کے اندر ہیں۔ یہ کسی شخص کے ذاتی کمالات نہیں بلکہ سب لوگوں میں موجود ہیں۔ اور قانونِ قدرت کے صحیح استعمال کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہیں اور بڑھتی ہیں۔ پس جو کام اس قسم کی طاقتوں کے ذریعہ سے ہو سکتے ہیں ان پر یقین لانا شرک نہیں کہلائے گا۔ ہاں ان کے بغیر خیال کرنا کہ کوئی شخص اپنے زور سے کام کر دے گا۔ شرک کی ایک قسم ہے ہاں یہ سمجھنا کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے دعا کر کے اس کی خاص مدد اور نصرت سے کوئی کام کر دے گا یہ شرک نہیں۔

۷۔ یہ سمجھنا کہ خدا کو کسی بندہ سے ایسی محبت ہے کہ ہر ایک بات اس کی بہر حال اسی طرح مان لیتا ہے جس طرح بندہ چاہتا ہے یہ بھی ایک شرک ہے۔ کیونکہ اس کے یہ معنے ہوئے کہ وہ بندہ گویا مستقل خدائی طاقتیں رکھتا ہے۔ ہر ایک بات جو وہ کہتا ہے قبول ہو جاتی ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ ایسے آدمی کو پورے طور پر خدا سمجھا جائے بلکہ اگر اسے خدا کا غلام بھی کہا جائے۔ مگر اس کی نسبت یہ خیال کیا جائے (باقی صفحہ ۹ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان ———— مورخہ ۲ مارچ ۱۹۶۱ء

مشرقی افریقہ میں تبلیغِ اسلام

اکنافِ عالم میں تبلیغ اسلام کا فریضہ ادا کرنے میں جماعت احمدیہ کو تمام دیگر فرقہ ہائے اسلامی سے امتیاز حاصل ہے۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے ایک لمبے عرصہ سے جس اعلیٰ تنظیم کے ماتحت بیرونی ممالک میں تبلیغی جہاد کی مہم جاری ہے۔ خدا کے فضل سے آج اس کے خوش کن نتائج سب کے سامنے ہیں۔ ان ممالک کے اصل باشندے جوق در جوق حلقہ بگوش اسلام ہو کر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کا اقرار کرنے اور صبح و شام آپؐ پر درود بھیجنے میں فخر اور لذت محسوس کرتے ہیں۔

یوں تو دنیا کے بیشتر ممالک میں جماعت احمدیہ کے تبلیغی مشن قائم ہیں اور جماعت کے سینکڑوں مبلغین اسلام کی خدمت و اشاعت میں مصروف ہیں۔ مگر جو کامیابی افریقہ کی سرزمین میں حاصل ہوئی ہے۔ وہ خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ بہت ہی شاندار ہے۔ افریقہ کے مشرق و مغرب میں سینکڑوں احمدی جماعتیں قائم ہو چکی ہیں۔ جگہ جگہ عالیشان مساجد کی تعمیر عمل میں آ رہی ہے۔ سکول اور کالج کھولے جا رہے ہیں۔ افریقی زبانوں میں قرآن پاک اور اسلامی لٹریچر کے تراجم شائع ہو رہے ہیں۔ احمدی مبلغین کی شب و روز کی مخلصانہ مساعی سے تاریک براعظم کے اصل باشندوں کو اسلام کی طرف دعوت دینے اور اس کی تبلیغ کا دائرہ اتنا وسیع ہو چکا ہے۔ کہ ناممکن ہے کہ ان علاقوں میں تبلیغِ اسلام کے موضوع پر گفتگو ہو اور احمدیہ جماعت کی ان کوششوں کا ذکر نہ ہو!!

دہلی سے شائع ہونے والے جماعت اسلامی کے اخبار "دعوت" کے نیر دہلی کے ایک صاحب کا مضمون بعنوان "مشرقی افریقہ میں اسلام کا مستقبل" شائع ہوا ہے جس میں اس علاقہ کے بعض جغرافیائی اور سیاسی حالات بیان کر کے اس بات کا تفصیلی جائزہ پیش کیا گیا ہے کہ باوجود حالات حاضرہ کے شدید تقاضا کے افریقہ میں تبلیغ اسلام کا کوئی خاطر خواہ انتظام نہیں اور ضمناً احمدیہ جماعت کے ذریعہ جاری تبلیغ اسلام کے کام کا ذکر تو کیا ہے۔ مگر احمدی مبلغین کی حد درجہ قابل تعریف مساعی کو استخفاف کے پیرایہ میں بیان کیا ہے۔ اور عجیب بات ہے کہ اسی مضمون کے ابتدائی حصہ میں جہاں عیسائیوں کی زبردست مشنری کارروائیوں کا ذکر کیا ہے اسی جگہ بیان کیا گیا ہے کہ

"عیسائی حلقے لامذہب افریقیوں کو عیسائی بنانے کی پوری کوشش کر رہے ہیں اس مہم میں عیسائیت کے مختلف بین الاقوامی مشنری ادارے پوری دلچسپی لے رہے ہیں۔ پچھلے دنوں عیسائیت کے ایک بین الاقوامی شہرت یافتہ مشنری ڈاکٹر بلی گراہم Dr. Billy Graham نے عیسائیت کی تبلیغ کی غرض سے افریقہ بھر کا دورہ کیا۔ اس دورے کے بعد انہوں نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے صاف اعتراف کیا کہ "افریقہ میں اسلام عیسائیت سے کہیں زیادہ مقبول ہے اور روز بروز فروغ حاصل کر رہا ہے"۔ اسلام کی یہ مقبولیت محض اللہ تعالےٰ کا فضل و کرم ہے ورنہ افریقہ میں مسلمانوں کی کوئی ایسی مؤثر تنظیم موجود نہیں ہے جو حسب ضرورت وسیع پیمانے پر تبلیغ اشاعت اسلام کا فریضہ انجام دے رہی ہو۔۔۔۔"

(دعوت دہلی ۲/۹۱ ۱۹ء)

جہاں تک عامۃ المسلمین کی طرف سے منظم رنگ میں افریقہ کے اندر تبلیغ و اشاعت اسلام کے فریضہ کی انجام دہی کا سوال ہے۔ مضمون نگار کے بیان کے مطابق بالکل صحیح اور درست ہے۔ لیکن اس بات کی سرے سے نفی ایک ثابت شدہ حقیقت سے چشم پوشی کے مترادف ہے۔ حقیقت شناس طبقہ اس بات کو بخوبی جانتا ہے کہ افریقہ میں عیسائیت کو جس زبردست حریف سے مقابلہ پڑا ہے۔ وہ یہی احمدی مبلغین ہی کی جماعت تو ہے۔ جن کے سامنے نہ تو مسیحی منادوں کے مذہبی دلائل کچھ کام دیتے ہیں۔ اور نہ ہی اسلام کی اعلیٰ اور برتر تعلیم کا مقابلہ کرنے کے لئے مسیحیت کو تاب ہے۔ چنانچہ یہی ڈاکٹر بلی گراہم افریقہ کے مشرق و مغرب میں جہاں بھی گئے احمدی مبلغین کی طرف سے انہیں روحانی مقابلہ کا کھلا چیلنج دیا گیا مگر کسی مقام پر بھی تو انہیں اس چیلنج کے قبول کرنے کی ہمت نہیں ہوئی!! علاوہ ازیں بین الاقوامی شہرت یافتہ

ہفتہ وار رسالہ لائف نے اپنی ۸ اگست ۱۹۵۵ء کی اشاعت میں اسلام پر ایک مبسوط مضمون شائع کیا اور اسی سلسلہ میں رسالہ نے جماعت احمدیہ کا بھی ذکر کیا۔ اور خصوصیت سے ان مساعی کا تذکرہ کیا ہے۔ جو اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے جماعت احمدیہ کی طرف سے افریقہ میں عمل میں آ رہی ہیں۔ مشرقی افریقہ میں کام کرنے والے احمدی مبلغین کی بعض تصاویر شائع کرنے کے علاوہ رسالہ نے اس امر کا اعتراف کیا کہ جماعت احمدیہ کے مبلغین جس جوش اور ہمت کے ساتھ اس علاقہ میں عیسائیت کا مقابلہ کر کے اسلام کی تبلیغ کر رہے ہیں اس کے نتیجہ میں ایک عیسائیت میں داخل ہوتا ہے وہاں احمدی مبلغوں کی مساعی سے دس افراد حلقہ بگوش اسلام ہوتے ہیں۔

اس گواہی کے سامنے بھلا "دعوت" کے مضمون نگار کی حق پوشی کیا حقیقت رکھتی ہے؟؟

مضمون نگار نے ہمارے سواحیلی ترجمۃ القرآن کے متعلق لکھا ہے:۔

"البتہ قادیانی گروہ نے سواحلی ترجمۂ قرآن کے نام سے اپنے عقائد کی ایک کتاب شائع کر رکھی ہے"۔ (دعوت دہلی ۲/۲۴)

اب معلوم ہوتا ہے کہ یا تو مضمون نگار نے سواحلی ترجمہ قرآن کو بچشم خود مشاہدہ نہیں کیا یا پھر سراسر تعصب کی راہ سے ایسا اظہار کیا ورنہ کھلم کھلا گفتگو کی گنجائش کیا۔ ترجمہ موجود ہے اُسے مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ چونکہ مضمون نگار کو نیر دہلی کی طرف نسبت دی گئی ہے۔ اس لئے ہم نیروبی ہی کے مشہور اخبار ایسٹ افریقن سٹینڈرڈ

کا تبصرہ اسی ترجمۃ القرآن کے بارہ میں پیش کرتے ہیں۔ ۱۹۵۳ء میں جب یہ ترجمہ شائع ہوا تو اخبار مذکور نے اپنی ۱۶ مئی ۱۹۵۳ء کی اشاعت میں لکھا:۔

"سترہ سال کی محنت شاقہ کے بعد قرآن کا ترجمہ سواحیلی زبان میں مکمل ہو گیا ہے۔ جو گیارہ سو صفحات پر مشتمل ہے۔ سردست اس کی دس ہزار کاپیاں مہیا کی گئی ہیں۔ قرآن مجید عربی رسم الخط میں ساتھ ساتھ درج ہے اس ترجمہ سے مشرقی افریقہ اور بلجیئن کانگو میں قرآن مجید کی اشاعت وسیع ہو جائے گی۔۔۔۔"

الغرض جس صورت میں کہ ہمارا شائع کردہ ترجمہ بجائے خود اس بات کا ثبوت ہے کہ معترض کی بات سراسر غلط ہے۔ ہمیں اس بات کی خوشی ہے کہ مضمون نگار نے قرآن کریم کے اس ترجمہ کو احمدیہ عقائد کی ایک کتاب قرار دیا۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ احمدیہ جماعت کے عقائد بھی وہی ہیں۔ جو قرآن مجید نے ایک سچے مسلمان کے بیان فرمائے ہیں۔ اور انہیں آیاتِ کریمہ کے حوالہ سے احمدی عقائد کو بھی واضح کیا گیا ہے۔ اس صورت میں اعتراض کیا؟ فبای حدیث بعد اللہ وآیاتہ یؤمنون۔

مضمون کے آخر میں "پاکستان چہ باید کرد" کے ضمنی عنوان کے ماتحت مولانا مودودی صاحب اور مولانا کوثر نیازی صاحب سے مشرقی افریقہ میں پہنچ کر تبلیغ دین کی توقعات کی گئی ہیں۔ ساتھ ہی اس خدشہ کا (باقی صلا پر)

رمضان المبارک میں فدیۃ الصیام اور انفاق مال

از مکرم مولانا عبدالرحمان صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان

رمضان شریف کا مہینہ شروع ہو چکا ہے اس میں روزہ رکھنا فرض ہے۔ اور روزہ کی فرضیت ویسی ہی ہے جیسے باقی ارکان اسلام کی ہے۔ البتہ جو مرد یا عورت بیمار ہوں یا واقعی معذور ہوں یا ضعف پیری یا کسی دوسری معذوری کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکتے ہوں ان کو شریعت اسلام نے فدیہ ادا کرنے کی رعایت دی ہے۔

اصل میں فدیۃ الصیام تو یہ ہے کہ کسی غریب محتاج کو اپنی حیثیت کے مطابق رمضان میں مہینہ بھر کھانا کھلا دیا جائے۔ لیکن یہ صورت بھی جائز ہے کہ کھانے کی بجائے کھانے کی قیمت نقد ادا کر دی جائے تاکہ مستحق غریب کو اس رقم سے کھانے کا انتظام کر دیا جائے سو میں ایسے معذور دین دوستوں کی خدمت میں بذریعہ اعلان ہذا عرض کرتا ہوں کہ ان میں سے جو پسند فرمائیں کہ انکی رقم سے کسی مستحق درویش کو روزہ رکھوا دیا جا دے تو وہ فدیہ کی رقم قادیان میں ارسال فرما دیں اس طرح انکی طرف سے ادائیگی فرض بھی ہو جاویگی اور دوسری طرف غریب درویشان کی ایک حد تک امداد بھی ہو سکے گی۔

فدیہ کے علاوہ بھی رمضان شریف میں روزہ رکھنے والوں کو اور توفیق رکھنے والوں کو سنت رسول اللہ صلعم کے مطابق بہت زیادہ صدقہ و خیرات پر زور دینا چاہیئے حدیث شریف میں حضرت عائشہؓ سے روایت آتی ہے کہ میں نے رمضان شریف میں زیادہ سخاوت کرنے والا کسی کو نبی کریم صلعم سے نہیں دیکھا۔

خطبہ جمعہ

رمضان کی برکات سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھانے کی کوشش کرو

یہ قبولیت دعا کے خاص ایام ہیں ان میں خدا تعالیٰ خود اپنی رحمتوں اور برکتوں کے دروازے کھول دیتا ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۳۰ رمئی سنہ ۱۹۵۲ء بمقام ربوہ

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

یہ مہینہ رمضان کا ہے

اور آج اس پر پانچواں دن گذر رہا ہے۔ دوستوں کو یہ امر یاد رکھنا چاہیئے کہ جمعہ اور رمضان کو آپس میں ایک مشابہت حاصل ہے اور وہ یہ کہ جمعہ بھی قبولیت دعا کا دن ہے اور رمضان بھی قبولیت دعا کا مہینہ ہے جمعہ کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص نماز کے لئے مسجد میں آجائے اور خاموش بیٹھ کر ذکر الٰہی میں لگا رہے امام کا انتظار کرے اور بعد میں اطمینان کے ساتھ خطبہ سُنے اور نماز باجماعت میں شامل ہو تو اس کے لئے خاص طور پر خدا تعالیٰ کی برکات نازل ہوتی ہیں اور پھر ایک گھڑی جمعہ کے دن ایسی بھی آتی ہے کہ جس میں انسان جو دعا بھی کرے وہ قبول ہو جاتی ہے۔

قانون الٰہی کے ماتحت

اس حدیث کی یہ تعبیر تو ضرور کرنی پڑے گی کہ وہی دعائیں قبول ہوتی ہیں جو سنت اللہ اور قانون کے مطابق ہوں۔ لیکن جہاں یہ بہت بڑی نعمت ہے وہاں یہ آسان امر بھی نہیں۔ جمعہ کا وقت دوسری اذان سے یا اس سے کچھ دیر پہلے سے شروع ہو کر نماز کے بعد سلام پھیرنے تک ہوتا ہے اگر یہ دونوں وقت ملا لئے جائیں اور خطبہ جمعہ چھوٹا بھی ہو تو یہ وقت آدھ گھنٹہ ہو جاتا ہے اور اگر خطبہ لمبا ہو جائے تو یہ وقت گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ بھی ہو سکتا ہے۔ اس ایک گھنٹہ یا ڈیڑھ گھنٹہ میں ایک گھڑی ایسی آتی ہے کہ جب انسان کوئی دعا کرے تو وہ قبول ہو جاتی ہے۔ لیکن اس نوے منٹ کے عرصہ میں انسان کو یہ علم نہیں ہوتا کہ آیا پہلا منٹ قبولیت دعا کا ہے۔ دوسرا منٹ قبولیت دعا کا ہے یا تیسرا منٹ قبولیت دعا کا ہے یہاں تک کہ نوے منٹ کے آخر تک انسان کسی منٹ کے متعلق بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ قبولیت دعا کا وقت ہے گویا وہ گھڑی جس میں ہر دعا قبول ہوتی ہے ۹۰ منٹ میں تلاش کرنی پڑے گی۔ اور وہی شخص

قبولیت دعا کا موقعہ

تلاش کرنے میں کامیاب ہو سکیگا جو برابر ۹۰ منٹ تک دعا کرتا رہے اور ۹۰ منٹ تک برابر دعا میں لگے رہنا اور توجہ کو قائم رکھنا ہر ایک کا کام نہیں۔ بعض لوگ تو پانچ منٹ تک بھی اپنی توجہ قائم نہیں رکھ سکتے۔ مثلاً میں اس وقت خطبہ پڑھ رہا ہوں۔ انسان ادھر ادھر نظر مارتا ہی ہے۔ میں نے بعض لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ سنتیں پڑھ رہے ہیں۔ اور یکدم انکی آنکھ ادھر ادھر جا پڑتی ہے سنتوں پر ڈیڑھ دو منٹ لگتے ہیں مگر اس تھوڑے سے وقت میں بھی وہ کبھی دائیں دیکھتے ہیں کبھی بائیں دیکھتے ہیں کبھی زمین کی طرف دیکھتے ہیں اور کبھی آسمان کی طرف دیکھتے ہیں جب ڈیڑھ دو منٹ تک توجہ کو قائم رکھنا بھی مشکل ہے [illegible] کو تو۔ [illegible] ۹۰ منٹ تک دعا کرتے رہنا۔ ذکر الٰہی میں لگے رہنا اور توجہ کو ایک ہی طرف قائم رکھنا آسان امر نہیں ہو سکتا پس بظاہر تو یہ آسان بات نظر آتی ہے چنانچہ بعض لوگ کہتے بھی ہیں۔ کہ

یہ کتنا آسان گُر ہے

لیکن باوجود اسکے کہ یہ آسان گُر ہے۔ دس ہزار تو کیا دس لاکھ میں سے ایک آدمی بھی ایسا نہیں جو اس وقت میں دعا قبول کرانے کی کوشش کرتا ہو۔ اگر ہر ایک سے پوچھا جائے کہ تم نے اپنی ۲۰ یا ۳۰ یا ۴۰ سال کی عمر میں کتنی دفعہ اس موقعہ پر دعا قبول کرانے کی کوشش کی ہے۔ تو غالباً ۹۹ فیصدی بلکہ ۳/۴ ۹۹ فی صدی ایسے لوگ نکلیں گے جو کہیں گے کہ ہمیں تو کبھی اس کا خیال ہی نہیں آیا۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی کہہ دے۔ میں نے دعا مانگی ہے۔ لیکن کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس نے اس گھڑی کو پکڑنے کی کوشش کی ہے۔ غرض اس مبارک گھڑی کو پکڑنے کیلئے ضروری ہے کہ انسان نوے منٹ تک برابر دعائیں لگا رہے۔ کہنے کو تو ہر شخص کہہ سکتا ہے کہ یہ بڑا آسان گُر ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جس چیز کو گُر کہا جاتا ہے کروڑوں میں سے ایک انسان بھی اسے پورا کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔ بہر حال یہ دن بھی ان دنوں میں سے ہے جس میں دعا قبول ہوتی ہے۔ اور رمضان کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان ایام میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ جو لوگ راتوں کو اُٹھتے ہیں خدا تعالیٰ ان کے لئے ترتیب ہو جاتا ہے اور ان کی مشکلات کو دور کر دیتا ہے غرض رمضان کے ایام بھی ایسے ایام ہیں جن میں

دعائیں قبول ہوتی ہیں

مثلاً لیلۃ القدر میں دعاؤں کی قبولیت کا قرآن کریم میں وعدہ کیا گیا ہے اس بات کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لیلۃ القدر خیر من الف شھر تنزل الملائکۃ والروح فیھا باذن ربھم من کل امر سلٰم ھی حتی مطلع الفجر (سورۃ القدر) یعنی سورج کے ڈوبنے سے لیکر صبح تک کلام الٰہی لانیوالے فرشتے اُترتے رہتے ہیں اور سلامتی رحمتیں اور برکتیں بنی نوع انسان پر بھیجا جاتی ہیں۔ غرض جمعہ اور رمضان دونوں اپنے اندر برکتیں رکھتے ہیں لیکن اگر جمعہ اور رمضان دونوں جمع ہو جائیں تو تم سمجھ سکتے ہو کہ اس وقت کتنی برکات کا اجتماع ہو جائیگا آج جمعہ بھی ہے اور رمضان بھی ہے پنجابی میں مثل ہے چُپڑی اور بھر دو دو۔ ہمارا ملک غریب تھا لوگ سمجھتے تھے کہ چُپڑی ہوئی روٹی ایک ہی مل سکتی ہے دو نہیں مل سکتیں۔ اس لئے یہ مثل بن گئی کہ روٹی چُپڑی ہوئی ہو اور پھر دو مل جائیں تو اور کیا چاہیئے۔ اسی طرح یہ قبولیت دعا کے دو مواقع مل جائیں اسے اور کیا چاہیئے ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ انسان ان ایام سے فائدہ اٹھائے کئی لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ان پر

برکتوں کے دن

آتے ہیں لیکن وہ ان سے فائدہ اٹھانیکی توفیق نہیں رکھتے۔ مثلاً نابالغ بچے ہیں ان پر روزے فرض نہیں اور وہ روزے رکھ سکتے ہیں۔ یا بوڑھے ہیں۔ ان کے قویٰ انہیں جواب دے چکے ہوتے ہیں۔ روزے ان پر فرض بھی نہیں اور وہ رکھ سکتے بھی نہیں یا مثلاً بیمار ہیں ان کی قوت مضمحل ہو چکی ہوتی ہے اور روزہ رکھنے سے خدا تعالیٰ نے انہیں منع فرمایا ہے۔ لیکن کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو ان ایام سے فائدہ اٹھانے کی توفیق حاصل ہوتی ہے اور ان میں روزہ رکھنے کی طاقت بھی ہوتی ہے اور ماحول بھی ایسا ہوتا ہے جو انہیں روزہ رکھنے پر مجبور کرتا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کے اس فضل اور احسان سے کہ جو بیمار ہیں وہ روزہ نہ رکھیں وہ ناجائز فائدہ اُٹھاتے ہیں اور بیمار بن جاتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ تم سوئے ہوئے کو تو جگا سکتے ہو۔ لیکن جو جاگتا ہے اور وہ جاگنا نہیں چاہتا اسے نہیں جگا سکتے۔ اس لئے کہ سوئے ہوئے شخص کو یہ پتہ نہیں ہوتا کہ کوئی شخص اسے جگا رہا ہے۔ اس لئے جونہی تم اسے ہاتھ لگاؤ گے وہ جاگ اُٹھے گا۔ لیکن جو جاگتا ہے اُسے علم ہوتا ہے کہ کوئی شخص اسے جگا رہا ہے اسلئے وہ نہیں جاگے گا۔ اسی طرح جو لوگ بیمار بنتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے اس فضل اور احسان سے جو بیماروں پر ہے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں ان کا تو کوئی علاج ہی نہیں۔ لیکن کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے انہیں صحت دی ہوتی ہے ایمان دیا ہوتا ہے وہ

رمضان کی قدر و قیمت

کو سمجھتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق مسلسل روزے رکھتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے ایک مہینہ کے برابر لمبی سُرنگ آجاتی ہے جس سے گذرتے ہوئے وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کر لیتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے اپنی دعائیں منواتے ہیں جن کو قبول کرانے کی صورت پہلے نظر نہیں آتی تھی۔ یہ لوگ جب رمضان میں داخل ہوتے ہیں تو ان کی حالت اور ہوتی ہے اور جب رمضان سے نکلتے ہیں تو ان کی حالت اور ہوتی ہے۔ بعض دفعہ وہ رمضان کے مہینہ میں ننگے داخل ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی عطا کی ہوئی خلعتوں سے لدے ہوئے نکلتے ہیں۔ بعض دفعہ وہ رُوحانی بیماریوں سے مضمحل اور خمیدہ کمر کے ساتھ رمضان میں داخل ہوتے ہیں۔ لیکن چست و چالاک اور تندرست شخص کی شکل میں رمضان سے باہر آتے ہیں۔ کئی لوگ روحانی طور پر اندھے داخل ہوتے ہیں۔ لیکن سجاکھے اور تیز نظر والے بنکر باہر نکلتے ہیں کئی دل کے جذامی اس مہینہ میں داخل ہوتے ہیں لیکن جب یہ مہینہ ختم ہوتا ہے۔ تو ان کے چہروں پر خوبصورتی۔ رعنائی اور شادابی کا منظر ہوتا ہے جسے ہر شخص دیکھتا ہے اور واہ واہ کرتا ہے۔ پس خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اس کی رحمتوں اور فضلوں سے فائدہ اُٹھاتے ہیں اور بد قسمت ہیں وہ لوگ جن کے لئے خدا تعالیٰ خود اپنی رحمتوں اور برکتوں کے دروازے کھولتا ہے اور وہ منہ پھیر لیتے ہیں اور ان سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ ان پر فضل کرے جو خدا تعالیٰ کی برکتوں اور رحمتوں سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش کرتے ہیں اور ان کو بھی ہدایت دے جو اپنی طبعی نابینائی کی وجہ سے اس کی رحمتوں اور فضلوں سے فائدہ نہیں اٹھاتے

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کا احباب جماعت سے

ایک رُوح پرور خطاب

جو حضور نے ۲۷ دسمبر ۱۹۲۸ء کو قادیان میں سالانہ جلسہ کے موقعہ پر فرمایا

(قسط دوم)

جماعتی نظام

پھر ہمارے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اصول پروگرام بنا کر ہم اپنے نظام کو خوب مضبوط کریں۔ اس کے لئے میرے نزدیک چند اصول ضروری ہیں جن کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔

تمدنی ترقی

اول۔ دنیوی لحاظ سے یہ ضروری ہے کہ تمدنی ترقی کی جائے۔ دوست بیشک یہ کہیں گے۔ کہ جتنی ترقی ملک کے دوسرے لوگ کر رہے ہیں۔ اتنی ہم بھی کر رہے ہیں۔ مگر انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ خدا کے مامور اپنے ماننے والوں کی عقلیں تیز کر دیا کرتے ہیں۔ اُنہیں ہر بات میں دوسروں سے آگے نکلنا چاہیئے۔ مجھے سید اسمٰعیل شہید کا ایک واقعہ بڑا ہی مزا دیا کرتا ہے۔ وہ جب پنجاب میں سے گذر رہے تھے۔ تو کسی نے انہیں بتایا کہ ایک سکھ ہے۔ جس کا تیرنے میں کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ انہوں نے کہا۔ کیا کوئی مسلمان بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ جب اُنہیں بتایا گیا۔ کہ کوئی مسلمان بھی نہیں کر سکتا۔ تو اُنہوں نے کہا۔ یہ بہت شرم کی بات ہے وہ اسی جگہ ٹھہر گئے۔ اور تیرنے کی مشق کرنے لگے۔ آخر اُنہوں نے چیلنج دیا۔ کہ جو چاہے آکر تیرنے کا مقابلہ کرے۔

آگے بڑھنے کی رُوح یہ روح ہوتی ہے آگے بڑھنے کی۔ کہ ہر بات میں دوسروں کی نسبت کمال حاصل ہو۔ ہمارے زمیندار دوسرے زمینداروں سے اعلےٰ ہوں۔

ہمارے وکلاء دوسرے وکلاء سے اعلیٰ ہوں۔ ہمارے انجنیئر دوسرے انجنیئروں سے اعلےٰ ہوں۔ ہمارے افسر دوسرے افسروں سے اعلیٰ ہوں۔ غرضیکہ ہمارے ہر طبقہ کے آدمی اس طبقہ میں کام کرنے والوں سے اعلیٰ ہوں۔ جب کہ ہمارے علماء دوسرے علماء سے زیادہ لائق ہیں ہم میں جب تک یہ غیرت نہیں پیدا ہو گی۔ کہ ہم کسی کو کسی بات میں اپنے آگے جاتا نہیں دیکھیں گے۔ اس وقت تک قومی ذمہ واری کو ادا نہیں کر سکیں گے۔ تمدنی ترقی کے لئے یہ باتیں ضروری ہیں۔ جن کی طرف خاص طور پر توجہ کرنی چاہیئے۔

(۱) تجارت ہماری جماعت تجارت میں بہت پیچھے ہے۔ عام طور پر احمدی یا تو ملازم ہیں۔ یا زمیندار۔ حالانکہ بہترین ذریعہ ملکی ترقی کا تجارت ہوتی ہے۔ جب انگریزوں نے تجارت شروع کی۔ تو دوسرے ممالک کے لوگ ان پر ہنستے تھے۔ اور اُنہیں بنیوں کی قوم کہتے تھے۔ مگر آج اُن پر ہنسنے والے سب ان سے ادنےٰ ہیں اگر انگریزوں کا کسی نے کامیابی کے ساتھ مقابلہ کیا ہے۔ تو وہ امریکہ کے تاجر لوگ ہی ہیں۔ پس ہماری جماعت کے دوستوں کو تجارت کی طرف خاص طور پر توجہ کرنی چاہیئے۔

(۲) صنعت و حرفت ترقی کا دوسرا ذریعہ صنعت و حرفت ہے اس میں عام طور پر مسلمانوں کو غلبہ حاصل ہے۔ لیکن اب غیر قومیں اس پہلو میں بھی بڑھتی جاتی ہیں۔ گذشتہ بیس سال میں سنجاروں اور لوہاروں کے کام میں سکھوں نے مسلمانوں کو شکست دینی شروع کر دی ہے۔ آج سے چند سال پہلے جب میں شملہ گیا۔ تو میں نے لکڑ بازار میں دیکھا کہ مسلمانوں کی بھی کئی دکانیں ہیں۔ لیکن جب گذشتہ سال گیا۔ تو صرف دو دکانیں مسلمانوں کی دیکھیں۔ باقی سب دکانیں سکھوں کی تھیں۔ اصل بات یہ ہے کہ مسلمان ہندوستان میں فاتح کی حیثیت سے آئے تھے اس لئے وہ ایسے کام اختیار کرتے تھے جنہیں ضرورت کے وقت فوراً چھوڑ سکیں اور اپنی حفاظت میں مصروف ہو جائیں۔ تجارتی کاروبار کو چونکہ فوراً چھوڑا نہیں جا سکتا۔ اس لئے اختیار نہ کرتا اس کے مقابلہ میں زمیندار اپنے کام کو چھوڑ سکتا ہے۔ اسی طرح پیشہ ور لوگ بھی جلد اپنا کام چھوڑ سکتے ہیں اسی وجہ سے مسلمانوں نے تجارت کی طرف بہت کم توجہ کی۔ مگر اب زمانہ بدل گیا ہے۔ اور وہ پیشے جن پر مسلمانوں کا قبضہ تھا۔ اور صنعت و حرفت ان میں دوسرے بڑھ رہے ہیں۔ اسلئے ضرورت ہے کہ مسلمان بھی تجارت میں ترقی کریں اور خصوصیت سے ہماری جماعت کے لوگوں کو تجارت کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح صنعت و حرفت میں ترقی کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ مسلمانوں میں ان کاموں کا اتنا رواج رہا ہے۔ کہ مذہبی لحاظ سے خاص درجہ رکھنے والے لوگ بھی اس قسم کے کام کیا کرتے تھے۔ وہ مسلمانوں کے امام ہوتے مگر چٹائیاں بناتے یا جوتیاں بنانے کا کام کرتے۔

(۳) تعاون تیسری بات یہ ہے۔ کہ خرید و فروخت میں آپس میں تعاون کیا جائے۔ جہاں احمدی دکاندار ہو احمدیوں کو چاہیئے کہ اس کی مدد کریں دوسرے مقامات سے احمدی اس سے مال منگائیں۔ اور اس کی چیز کو پھیلائیں۔ میں نے گذشتہ سال بھی کہا تھا۔ کہ کسی ایک آدھ چیز کو لے لیا جائے۔ اور اُسے پھیلایا جائے۔ مگر جماعت نے اس طرف کوئی توجہ نہیں کی۔ ہمارے ایک دوست نے کانچ کی چوڑیوں کا کام شروع کیا تھا۔ مجھے ان کا یہ کام کوئی زیادہ پسند تو نہ تھا۔ کیونکہ زنانہ صنعت تھی۔ مگر چونکہ اُنہیں وہی کام آتا تھا۔ وہ اُنہوں نے شروع کر دیا۔ ہندو اس کام کے ذریعہ بڑا نفع کما رہے ہیں۔ اور ان کے کارخانے بڑی عمدگی سے چل رہے ہیں۔ مگر ان احمدی صاحب سے چونکہ مسلمانوں نے تعاون نہ کیا۔ اسلئے نقصان اُٹھا کر بیٹھ گئے۔

اسی طرح بھیرہ میں لوہے کا سامان بہت اچھا بنتا ہے۔ اور دور دور جاتا ہے۔ مگر ان لوگوں سے بھی تعاون نہ کیا گیا۔ اسلئے وہ بھی مشکلات میں ہیں۔ اسی طرح گوجرانوالہ کے ایک دوست ہیں۔ جو بہت ذہین ہیں۔ اگرچہ ان میں استقلال کم ہے۔ وہ انگریزی طرز کی صُراحیاں خوب بناتے ہیں۔ جو دوست ایسی چیزیں فروخت کر سکتے ہوں۔ وہ ان سے منگوائیں۔ تاکہ وہ اپنے کارخانہ کو ترقی دے سکیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ خصوصیت سے یہی چیزیں ہیں یہ اس وقت ذہن میں آ گئی ہیں۔ اس لئے ان کا ذکر کر دیا ہے۔ ورنہ سینکڑوں ایسے آدمی ہیں جو اپنے فن میں ماہر ہیں اور ترقی کر سکتے ہیں۔ بشرطیکہ ان کا مال خریدا جائے

نوجوانوں کو صنعت و حرفت سکھائی جائے

ایک اور ضرورت یہ ہے۔ کہ نوجوانوں کو صنعت و حرفت کا کام سکھایا جائے۔ یورپ میں خاص طور پر اس قسم کے کام سکھائے جاتے ہیں مگر ہمارے ہاں یہ مرض ہے کہ جسے کوئی کام آتا ہو وہ دوسرے کو نہیں سکھاتا اور یہ سمجھتا ہے کہ اگر میں نے کسی اور کو سکھایا تو میرا کام بند ہو جائے گا۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ کسی کام کے جاننے والے جتنے زیادہ ہوں گے۔ اتنا ہی کام بڑھے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سنایا کرتے تھے۔ کہ کسی حجام کو کوئی بہت اچھا نسخہ آتا تھا۔ جس سے اُسے خوب آمدنی ہوتی تھی۔ مگر وہ اپنے لڑکے کو بھی نہ بتاتا تھا۔ جب وہ مرنے لگا تو لڑکے نے کہا۔ اب ہی بتا دو۔ اس نے کہا ابھی ٹھہر جاؤ شاید میں بچ جاؤں۔ آخر اس کی جان نکل گئی۔ مگر اس نے بتایا نہ۔ اس کے بعد اس کا لڑکا بھوکوں مرنے لگا۔

یہ مرض ہمارے ملک میں عام ہے مگر یورپ کے لوگ دوسروں کو کام سکھاتے اور خوب نفع اُٹھاتے ہیں۔ اگر ہماری جماعت کے صاحب فن لوگ اپنا اپنا فن نوجوانوں کو سکھائیں۔ اور پھر اُنہیں کام پر لگائیں تو اس سے بھی بہت کچھ ترقی ہو سکتی ہے۔

(۴) دیانتداری پھر تمدنی ترقی اس طرح ہو سکتی ہے۔ کہ دیانتداری اختیار کی جائے لیکن ہماری جماعت کے لوگوں پر دوسروں کی نسبت

زیادہ اعتبار کرتے ہیں۔ مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ شخصی بددیانتی کی مثالیں ملتی ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جب کوئی بددیانتی کرتا ہے تو لوگ محض اس سے ہی متنفر نہیں ہوتے۔ بلکہ احمدیت سے بھی متنفر ہو جاتے ہیں۔ اسلئے میں خاص طور پر تاکید کرتا ہوں۔ کہ شخصی دیانتداری بھی ہماری جماعت کے لوگوں میں ہونی چاہیئے تاکہ لوگ محض احمدیت کی وجہ سے اعتبار نہ کریں بلکہ ہر احمدی کی ذاتی خوبیوں کی وجہ سے اعتبار کریں۔ پس ہر ایک احمدی کو شخصی دیانتداری پیدا کرنی چاہیئے جب تک یہ نہ ہو۔ کسی پیشہ میں ترقی نہیں ہو سکتی۔

علمی ترقی

دوسری چیز جو تمدنی ترقی کے علاوہ ضروری ہے۔ وہ علمی ترقی ہے۔ اس کے بھی کئی طریق ہیں

(۱) ہر احمدی پڑھا ہوا ہو اول یہ کہ تعلیم عام کی جائے ہر احمدی پڑھا لکھا ہو۔ خواہ وہ بچہ ہو یا جوان۔ یا بوڑھا ہو۔ تھوڑی سی محنت سے پڑھنا لکھنا آسکتا ہے۔ ہماری جماعت میں ہزاروں انسان ایسے ہیں۔ جنھوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابیں پڑھنے یا اخبار الفضل پڑھنے کے لئے بڑی عمر میں پڑھنا سیکھ لیا۔ یہاں قادیان میں تو لوگ پڑھے لکھے ہیں۔ اور خواتین اور لڑکیاں تو قریباً قریب سب پڑھ لکھ سکتی ہیں۔ لڑکے کسی قدر پیچھے ہیں۔ غرض پڑھنے کا اگر ارادہ کر لیا جائے۔ تو اس میں کامیاب ہونا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ میں پوچھتا ہوں۔ جو لوگ پڑھنا نہیں جانتے۔ کیا ان کے دل میں شوق نہیں پیدا ہوتا۔ کہ خدا تعالیٰ کا کلام پڑھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب پڑھیں۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی کتابیں پڑھیں۔ خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے جو کلام بھیجا ہے اُسے تو ضرور پڑھنا چاہیئے۔ اور پھر صرف عربی الفاظ پڑھنے سے کیا مزہ آسکتا ہے۔ اردو بھی پڑھنا چاہیئے۔ تاکہ قرآن کا ترجمہ پڑھ سکیں۔ پس اردو اور عربی پڑھنا ہر احمدی کا ایمانی فرض ہے۔ بغیر اس کے اسے کیا پتہ ہے کہ قرآن میں کیا لکھا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے۔ ایمان سنی سنائی باتوں پر نہیں ہو سکتا۔ بلکہ خود علم حاصل کر کے ہونا چاہیئے۔ میں نے ابھی ابھی پڑھا ہے۔ کہ نظام حیدر آباد جب دہلی آئے۔ تو کئی ہزار آدمی ان کو دیکھنے کے لئے جمع ہو گئے۔ اور یہ ایسے لوگ تھے۔ جن کا نظام حیدر آباد سے کوئی تعلق نہ تھا۔ جب ایک انسان کو دیکھنے کے لئے اتنے لوگ جمع ہو سکتے ہیں تو خدا تعالیٰ کا کلام سُننے کے لئے کیوں جمع نہ ہوں۔ اس لئے کہ انہیں اس کے متعلق کچھ علم نہیں ہوتا۔ پس ضروری ہے۔ کہ تعلیم عام ہو۔ اور ہر احمدی اپنا فرض سمجھے۔ کہ علم حاصل کرنا ہے۔ ایک زمیندار اپنا کاروبار کرتا ہوا علم حاصل کرتا رہے۔ ایک پیشہ ور اپنا کام کرتا ہوا سبق یاد کرتا رہے۔

(۲) قانون قدرت سے امداد لیں دوسری چیز تعلیمی ترقی کے لئے یہ ہے۔ کہ قانون قدرت سے مدد لیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بہت سے بچوں کی عمریں ضائع ہو جاتی ہیں۔ کم از کم احمدی بچوں کو اس طرح ضائع ہونے سے بچانا چاہیئے۔ اس کے لئے میں صیغہ تعلیم و تربیت کو متوجہ کرتا ہوں۔ سب زمیندار یہ جانتے ہیں کہ فلاں زمین فلاں کھیتی کے لئے اچھی ہے۔ اور فلاں زمین فلاں فصل کے لئے۔ اگر پوچھا جائے۔ کہ فلاں زمین میں گیہوں کیوں نہیں بوتے۔ تو کہتے ہیں وہ گیہوں کے لئے موزوں نہیں۔ اس میں گنا اچھا ہوتا ہے۔ غرض زمین کے فرق کو لوگ جانتے ہیں۔ لیکن انسانی دماغ کے فرق کو نہیں جانتے ایک بچہ کا دماغ ایک علم پڑھنے کے لئے خاص طور پر موزوں ہوتا ہے اور دوسرے بچہ کا دماغ دوسرے علم کے لئے جس طرح زمینوں میں فرق ہوتا ہے اسی طرح دماغوں میں بھی فرق ہوتا ہے۔ میں اپنے متعلق جانتا ہوں۔ کہ جب حساب کا گھنٹہ آتا تو میرے سر درد شروع ہو جاتا۔ لیکن جب تاریخ کا گھنٹہ آتا۔ تو اس وقت مجھے خاص طور پر فرحت حاصل ہوتی حتیٰ کہ اس زمانہ کی کئی باتیں مجھے اب بھی یاد ہیں۔ جبکہ میری آنکھیں دکھتی تھیں اور استاد تاریخ کا سبق مجھے سنایا کرتا تھا۔

بڑی مصیبت یہ ہے کہ لوگ خاندانوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں زمیندار دوں میں گو تھانیداری کا عہدہ بہت بڑا عہدہ سمجھا جاتا ہے۔ ایک دوست ہیں جو حساب میں بہت اعلیٰ قابلیت رکھتے تھے۔ جب انہوں نے بی۔ اے کا امتحان پاس کیا۔ تو اپنی والدہ سے پوچھا۔ اب کیا کروں۔ انہوں نے کہا تھانیدار بن جاؤ۔ آخر انہوں نے پولیس کی ملازمت کر لی۔

اس طرح کئی نوجوانوں کی عمریں ضائع ہو جاتی ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ایسا انتظام کیا جائے۔ کہ اپنے بچوں کی دماغی تنگ دلی کی جا سکے۔ اور استادوں سے مشورہ لے کر فیصلہ کیا جائے کہ فلاں بچہ کونسی لائن پر عمدگی کے ساتھ چلنے کے قابل ہے۔ اور پھر اس لائن پر لگا دیا جائے۔ میرے پاس کئی طالب علم آتے ہیں۔ اور پوچھتے ہیں۔ ہم نے انٹرنس کا امتحان پاس کر لیا ہے۔ اب کیا کریں۔ اس وقت میں کہتا ہوں۔ اس موقعہ پر یہ سوال ایسا ہی ہے۔ جیسے کوئی سٹیشن پر پہنچ کر کہے۔ کہ اب میں کہاں جاؤں۔ اگر تم نے پہلے سے وہ لائن اختیار کی۔ جس میں عمدگی چل سکتے ہو۔ تو اب میں کیا مشورہ دے سکتا ہوں۔ اگر تم نے آگے ترقی کرنی تھی۔ تو پہلے مجھ سے مشورہ لیتے۔ جبکہ تم چھوٹی یا سوئم جماعت میں پڑھتے تھے۔

ضروری چارٹ ایک مشکل یہ بھی ہے کہ بہت سے لوگوں کو مختلف قسم کے پیشوں کا پتہ بھی نہیں ہوتا۔ زیادہ سے زیادہ ڈاکٹری انجنیئرنگ۔ وکالت اور آگے گورنمنٹ کی ملازمت کا ان کو علم ہوتا ہے۔ یا آج کل ایک اور بات کی لوگوں کو واقفیت ہو رہی ہے۔ وہ موٹر ڈرائیوری ہے۔ یہ پیشے ہیں۔ جو لوگ جانتے ہیں۔ حالانکہ سینکڑوں ہزاروں پیشے ہیں۔ مگر مسلمان بوجہ ناواقفیت ان کی طرف جاتے نہیں۔ اس لئے ضرورت ہے کہ اس قسم کا چارٹ بنایا جائے۔ کہ مختلف اقسام کی ملازمتیں ہیں۔ ان کے نام لکھے جائیں۔ ہر قسم کے پیشوں صنعتوں کے نام لکھے جائیں۔ اور اُن کے آگے ان علوم کے نام ہوں جن کے پڑھنے کے بعد وہ پیشے سیکھے جا سکتے ہیں۔ پھر یہ لکھا جائے۔ کہ کونسی جماعت سے اس علم کا پڑھنا ضروری ہے۔ پھر کچھ اصول اس قسم کے قرار دیئے جائیں۔ کہ دماغی امتحان کا کیا طریق ہو۔ پھر ان کے مطابق کام لے کر طالب علم کو چلانا چاہیئے۔

اسی طرح یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ فلاں کام یا پیشہ جاری رکھنے کی ضرورت ہے۔ انفرادی طور پر اس کا بوجھ کوئی اٹھا نہیں سکتا۔ تو اس کے لئے جماعت کو ذمہ داری لینی چاہیئے۔ اور اس کام کو جاری کرنا چاہیئے تاکہ وہ مضبوط ہو جائے۔

اخلاقی ترقی

تیسری ضروری چیز اخلاقی ترقی ہے۔ یہ بھی نہایت ضروری ہے۔ اس کے بغیر بھی کوئی دینوی ترقی حاصل نہیں ہو سکتی۔ میں اس وقت اخلاق پر بحث نہیں کر رہا۔ کیونکہ اس کے لئے وقت نہیں۔ صرف چند باتیں بیان کرتا ہوں

(۱) محنت و مشقت کی عادت

اول یہ کہ محنت و مشقت کی عادت ڈالی جائے۔ ہمارے اکثر اوقات ضائع جاتے ہیں۔ ہمارے ملک میں اکثر لوگوں کی بڑی خواہش یہ ہوتی ہے کہ کوئی کام نہ کرنا پڑے۔ وہ لوگ جو اپنی زمینیں دوسروں کو کاشت کے لئے دے دیتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں۔ اسی طرح ان کی ساری ذمہ داری ختم ہو گئی۔ ایسے لوگ دن کا کچھ حصہ سو لینا اور باقی وقت میں ادھر اُدھر پھر لینا اپنا کام سمجھتے ہیں۔ اگر ایسا آدمی احمدی ہو۔ تو پانچ وقت نمازوں میں شامل ہو جانا اس کا بہت بڑا کام ہوتا ہے۔ حالانکہ چاہیئے یہ کہ ہر شخص کو محنت و مشقت کی عادت ہو۔ خصوصاً ہماری جماعت کے ہر فرد کو کام کرنا چاہیئے۔ آج ہی میں نے عورتوں میں جو لیکچر دیا ہے۔ اس میں میں نے اُنہیں کہا کہ جب تک تم کوئی نہ کوئی قومی اور مذہبی کام نہیں کرتیں۔ تمہاری زندگی بے فائدہ ہے۔ جس شخص کو محنت کی عادت ہو وہ جو کام شروع کرے اُسے جلدی اور عمدگی سے کر سکتا ہے۔ اور اپنی آمد بڑھا سکتا ہے۔ اور اس کا وجود قومی طور پر بھی مفید وجود ہوتا ہے۔ میرے نزدیک اس کا طریق یہ ہے کہ کوئی نہ کوئی مشقت کا کام کیا جائے۔ میں نے اپنے لئے فیصلہ کیا تھا کہ کوئی دستکاری سیکھی جائے۔ مثلاً پیچ بنا کر لوہاری کا کام کیا جائے۔ میرے نزدیک عورتیں اگر اس قسم کے شغل جاری کریں تو ان کی ورزش بھی ہو گی۔ اور کئی چیزیں بھی پیدا کریں گی۔ سوئٹزرلینڈ وغیرہ ممالک میں گھڑیاں وغیرہ لوگ گھروں میں بناتے ہیں۔ غرض مختلف پیشوں میں سے کوئی نہ کوئی پیشہ سیکھنا چاہیئے۔ تاکہ قوم سے یہ خیال دور ہو کہ ایسے پیشے ذلت کا کام ہیں۔

(۲) اقتصاد دوسری چیز اس کے لئے اقتصاد ہے۔ اس کی طرف توجہ کرنی چاہیئے یعنی ہمارے کاموں میں اسراف نہ ہو۔ ہم ہر چیز وہی استعمال کریں جس کی ضرورت ہو۔ اس کے متعلق میں اپنی ہدایت کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ جو لوگ میرے مکان پر مجھ سے ملنے کے لئے آتے ہیں انہیں ایک دو چیزیں ایسی

نکلتی ہوئی دکھائی دیتی ہونگی۔ جو اسراف میں داخل ہیں۔ مگر میں نے وہ خود نہیں خریدیں۔ کسی نے تحفۃً بھیجی ہیں۔ چونکہ میں نہ انکو بیچ سکتا ہوں۔ اور نہ کسی کو دے سکتا ہوں۔ اس لئے رکھی ہوئی ہیں۔ غرض ہمارے اندر اقتصاد ہونا چاہئیے۔ یعنی ہم ضرورت کی چیزیں لیں۔ اس سے زیادہ نہ لیں۔ اس طرح ہم تمام خریدوں کے لئے روپیہ بچا سکتے ہیں۔ اگر ہم ایسی چیزوں پر اپنی جیب کی گنجائش سے زیادہ خرچ کرتے ہیں۔ تو مقروض ہو جاتے ہیں۔ اور اگر جیب کے مطابق خرچ کرتے ہیں۔ تو پس انداز نہیں کر سکتے۔ کوشش یہ ہونی چاہئیے۔ کہ ہم اپنے اموال کو زیادہ سے زیادہ بہتر مصرف میں خرچ کریں۔

(۳) رسوم سے پرہیز تیسری بات یہ ہے کہ رسوم سے پرہیز کیا جائے۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہماری جماعت میں ابھی تک رسوم باقی ہیں۔ اگرچہ اتنی نہیں جتنی دوسرے لوگوں میں ہیں۔ مگر کچھ نہ کچھ ضرور ہیں بیاہ شادیوں میں یہ بات آجاتی ہے کہ کتنا زیور ہو۔ کتنے کپڑے ہوں یہ محض رسم ہے۔ کہ سمجھا جاتا ہے۔ اگر اتنا زیور اور اتنا کپڑا نہ آیا۔ تو ناک کٹ جائے گی۔ ناک تو کٹے گی یا نہ کٹے گی۔ لیکن لڑکی اور داماد کی زندگی ضرور برباد ہو جائے گی۔ اول تو شادی کرنے والے کی حالت یہ ہوگی۔ کہ ایک کے بجائے دو کھانے والے ہو جائیں گے۔ پھر اگر کپڑے اور زیور کے حد سے زیادہ اخراجات آپڑے تو وہ کہاں سے ادا ہونگے میں یہ نہیں کہتا کہ زیور اور کپڑا نہ بناؤ۔ بناؤ مگر مقروض ہو کر نہ بناؤ۔ اور جہاں کوئی یہ شرط کرے کہ اتنا زیور اور اتنا کپڑا لاؤ۔ وہاں نکاح نہ کیا جائے۔ اپنی خوشی سے زیور پہناؤ۔ عورتوں کو زیور دو۔ مگر شرط کے طور پر کبھی نہ دو۔ اور ایسی رسوم کو مٹاؤ۔ اسی طرح ایک

رسم یہ بھی ہے۔ کہ جیب خرچ کتنا ہو۔ جب عورت کو مرد کے مال کی حصہ دار بنا دیا گیا۔ تو پھر جیب خرچ کا کیا مطلب۔ مگر جیب خرچ اتنا اتنا مقرر کرایا جاتا ہے۔ کہ حیرت ہوتی ہے۔ ایک شخص پچاس روپیہ ماہوار کا ملازم تھا۔ اس سے بیس روپے جیب خرچ مقرر کر دیا گیا۔ گویا تیس روپیہ میں وہ گھر کے سارے اخراجات پورے کرے۔ اور بیوی بچوں کو بھی پالے۔ ایسی شادی کرنے کی بجائے سفید ہاتھی کیوں نہ لا کر باندھ دیا جائے۔ کہتے ہیں ایک بادشاہ کا طریق تھا۔ کہ جسے تباہ کرنا چاہتا۔ اُسے سفید ہاتھی تحفہ کے طور پر دے دیتا۔ سفید ہاتھی چونکہ مقدس سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے اس سے کام تو کوئی نہ لیا جاتا۔ اور مفت میں اُسے کھلانا پڑتا۔ تو جیب خرچ کی رسم بھی فضول اور تباہ کن ہے۔ ہر عورت یہ مطالبہ کر سکتی ہے کہ خاوند اپنی جیب کے مطابق اسے خرچ دے آگے اس کے لئے تحریر وغیرہ کرانی کہ اتنا دینا ہوگا۔ فضول بات ہے۔ اور بھی کئی رسوم ہیں۔ مثلاً ختنہ کے وقت دعوت کی جاتی ہے۔ اور ایسی دعوت کہ اخراجات کی انتہا نہیں رہتی۔ شریعت نے بچہ کے عقیقہ کا حکم دیا ہے۔ وہ بھی جائز ہے۔ ضروری نہیں۔ یہ نہیں کہ طاقت نہ ہو تو بھی ضرور کرے۔ مجھے یاد ہے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے ہاں آخری بچہ ہوا۔ تو میں نے دس روپے ہدیہ دیا۔ اس پر فرمایا۔ پہلے تو ارادہ نہ تھا۔ کہ عقیقہ کروں۔ کیونکہ

روپیہ نہ تھا۔ اب یہ روپے آگئے ہیں۔ تو ان سے بکرے خرید لاؤ۔ پس اگر برداشت کیا جا سکے اور انسان گذارہ چلا سکے۔ تب عقیقہ کرے۔ مگر ہمارے ملک میں رسوم کا دخل ہے۔ ان رسوم کی لعنت سے جماعت کو بچانا چاہئیے۔

اور بھی کئی رسوم ہیں۔ مثلاً مہندی کی رسم ہے۔ یہاں قادیان میں بھی میں نے اس کا رواج دیکھا ہے۔ مہندی اگر بھیجنی ہے تو بھیج دو۔ مگر اس کے لئے بارات بنائی جاتی ہے۔ شمعیں جلائی جاتی ہیں۔ اور اسے بڑا متبرک کام سمجھا جاتا ہے۔

(۴) جرأت چوتھی چیز جرأت ہے۔ مسلمان کو ہمیشہ دلیر ہونا چاہئیے۔ آج کل مسلمانوں میں بہت بزدلی پیدا ہو رہی ہے۔ جرأت سے مراد تہور نہیں۔ جرأت اور بہادری کا یہ مطلب نہیں۔ کہ خواہ مخواہ کسی پر حملہ کیا جائے۔ بلکہ یہ ہے کہ اگر کوئی حملہ کرے۔ تو انسان خائف نہ ہو۔ اور یہ سمجھے کہ خواہ کسی سے مقابلہ آپڑے۔ پرواہ نہیں۔ مسلمان خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا۔ تو خدا تعالےٰ اس کی مدد پر آجاتا ہے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے۔ کہ مسلمان کسی سے نہیں ڈرتا۔ اور اسے نقصان پہنچانے والی کوئی ہستی نہیں ہوتی۔ مسلمانوں کو یہ خیال اپنے دل میں پیدا کرنا چاہئیے۔ اور دلیر بننا چاہئیے۔ مگر تہور نہیں پیدا کرنا چاہئیے۔ کہ ذرا کسی نے بری بات کہی۔ اور اس سے لڑنے مرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ دوسرے کی زیادتیوں کو برداشت کرو۔ اور صبر کرو۔ مگر کسی سے ڈرو نہیں۔ مسلمانوں کو چاہئیے کہ اپنے بچوں میں اس قسم کی دلیری اور جرأت پیدا کریں۔ اور ان کو دلیر بنائیں +

مشرقی افریقہ میں تبلیغ اسلام

(بقیہ صفحہ ۲)

اظہار بھی کیا گیا ہے کہ

"جب پاکستان میں جماعت اسلامی کالعدم قرار دی جا چکی ہو تو بیرونی ملکوں میں جماعتی پیمانے پر کام کرنا کیونکر ممکن ہے؟"

بہر حال لا مرکزیت کے باوجود کام کرنے کا وہ وقت جب آئے گا دیکھ لیا جائے گا کہ دونوں حضرات میں سے جو بھی وہاں پہنچتے ہے وہ کہاں تک مثبت پہلو سے اسلام کی خدمت کرنے میں کامیاب ہوتا ہے!!

مشرقی افریقہ میں جا کر عیسائیت کا مقابلہ کرنا تو خیر دور کی بات ہے اگر مولوی صاحبان اس سلسلہ میں کچھ کرنا ہی چاہتے ہیں تو ان کے لئے خود پاکستان میں بہت سے مواقع میسر ہیں جبکہ حال ہی میں پاکستان میں بھی مشنریوں کی زبردست تبلیغی مہم پر وہاں کے اخبارات میں بڑے غم و غصہ کا اظہار کیا گیا تھا۔ پس جب تک مشرقی افریقہ کا دروازہ مولوی صاحبان کے لئے وا نہیں ہوتا کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ اپنے ہی ملک میں رہ کر عیسائیت کا مقابلہ کرنے کی مشق کریں نیز اندرون ملک اور پھر مشرقی افریقہ پہنچ کر تبلیغ اسلام کی مہم جاری کرنے سے قبل اس بات کا بھی جائزہ لے لیں کہ کہیں ان کے اپنے مخصوص مذہبی خیالات مسیحی مشنریوں کے ہاتھ تو مضبوط کرنے کا موجب نہ بنیں گے!! فتفکروا و تدبروا یا اولی الالباب!!

درخواست دعا

میری پھوپھی اے زیڈ ملک صاحبہ آجکل سخت بیمار ہیں اور سخت تکلیف میں ہیں ان کی کامل اور عاجل شفا کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

نیز ہمارے قدیم خادم میاں امام دین والڈی کمر پر کاربنکل نکل آیا ہے۔ اور سخت تکلیف میں ہیں۔ ان کی صحت یابی اور تکلیف سے رہائی کے لئے دعا فرمادیں۔

ملک رشید الدین انور احمدی سیکرٹری مال و تحریک جدید

حالیہ آفات سماوی و ارضی کی کثرت اور اُن کے وجوہ و اسباب

ایک احمدی دوست کے مکتوب کے سلسلہ میں چند وضاحتی امور

از مکرم مولوی شریف احمد امینی انچارج احمدیہ مسلم مشن مدراس

متذکرۃ الصدر مضمون کے سلسلہ میں ایک مکتوب

متذکرۃ الصدر عنوان سے خاکسار کا ایک مضمون اخبار بدر قادیان کی ۱۵/۲۲ دسمبر ۱۹۶۰ء کی اشاعت (جلسہ سالانہ نمبر) میں شائع ہوا تھا۔ اس سلسلہ میں ایک احمدی دوست مکرم منیر احمد صاحب بی کام کا مندرجہ ذیل خط کمپالہ (افریقہ) سے میرے نام موصول ہوا ہے۔

"آپ کا مضمون اخبار بدر قادیان مورخہ ۱۵/۲۲ دسمبر نظر سے گزرا۔ معاف فرمانا۔ ایک حرف شکایت گوش گذار ہے۔ سائنس کی ترقی جو کہ حقیقت میں بے نظیر ترقی ہے۔ یورپ کے ممالک کر رہے ہیں۔ آفات و تباہی ہندوپاکستان کے حصہ میں آ رہی ہے۔ بقول آپ کے اگر اللہ تعالیٰ کی ذات کو بھول رہے ہیں تو علاوہ ہند و پاکستان کی مخلوق کے یورپ کی مختلف اقوام بھی تو ہیں۔ اب جبکہ یورپ کی اقوام سائنس میں ترقی پر ترقی کرتی جا رہی ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو بھولے ہوئے تھی تو بھلا اس کا ہند و پاکستان کی تباہیوں سے کیا تعلق۔ اور مجھے سمجھ نہیں آئی۔ کہ حضرت اقدس کی پیشگوئیوں کا اس سلسلہ میں کیا تعلق ہے۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں حضرت اقدس کی پیشگوئیوں کے آپ کے جواز کے مطابق تو اطلاق ہی نہیں ہوتا۔ چاند تک پہونچنے کی کوشش روس امریکہ اور انگلستان الگ الگ اپنی جگہ پر سب کر رہے ہیں۔ وہ اس میں کامیاب ہوں یا نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ لیکن حکومت برطانیہ کے بارہ میں اتنا ضرور کہوں گا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دلی دعائیں کبھی ضائع نہ ہوں گی اور انہیں دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ یہ قوم ترقی پر ترقی کرتی جاتی ہے۔ اور آئندہ بھی غالباً ترقیات کرتے چلے جائیں گے۔ ہاں یہ ضرور سوچنے والی بات ہے کہ باوجود اس کے کہ یہ قوم حالت کفر میں ہے پھر کیوں ترقی پر ترقی ان کو نصیب ہو رہی ہے۔ تو بلا مبالغہ یہی کہنا پڑے گا کہ حضرت اقدس کی غائبانہ دلی دعائیں ساتھ ہیں۔

دوسری وجہ جو ہے وہ غالباً بحالتِ کفر کہنا مجاز نہیں رکھتا جہاں تک میرا خیال ہے سائنس سے تعلق رکھنے والے افراد تک کیا عجب ابھی تک پیغام اسلام و احمدیت ہی نہ پہنچا ہو۔ اگر یہ کہا جائے کہ ہمارا لٹریچر موجود ہے۔ یہ ٹھیک ہے لیکن کیا یہ لٹریچر ان تک پہنچ کر اتمام حجت کر چکا ہے۔ میں تو یہ کہوں گا کہ ان لوگوں کے پاس تو اتنا وقت ہی نہیں ہے کہ وہ اپنی مصروفیات سے فارغ ہو کر کوئی لمحہ اتمام حجت کے لئے پیدا کر سکیں۔ یہ امر بھی شک والا ہے کہ ان کو کفار سے خطاب کیا جائے۔ جبکہ پیغام ہی نہ ملا ہو۔ تو کفر کیسا۔ میری اردو تحریر میری طرح کمزور ہے لیکن امید ہے کہ ان ٹوٹے پھوٹے الفاظ سے میرا مدعا سمجھ گئے ہوں گے۔ مزید روشنی کا محتاج ہوں۔ فقط والسلام۔"

میں نے اس دوست کا پورا خط اس لئے درج بالا کر دیا ہے۔ تاکہ دوسرے احباب کو بھی یہ سوال پہنچ جائے اور اس دوست کو بھی یہ خیال پیدا نہ ہو۔ کہ میرا پورا خط درج نہیں کیا گیا۔ اور جواب سمجھنے میں آسانی ہو۔

چند وضاحتی امور

متذکرۃ الصدر مضمون جس کا اس مکتوب میں حوالہ دیا گیا ہے۔ وہ اس وقت میرے سامنے ہے۔ اس ضمن میں چند وضاحتی امور اختصاراً درج ذیل ہیں۔ امید ہے ہمارے دوست ان امور پر غور فرمائیں گے۔

۱۔ سائنس کی بے نظیر ترقی کو بیان کرتے ہوئے تمہیداً اس امر کو پیش کیا گیا ہے کہ

"اس کو گردشِ روزگار کہئے یا عجیب اتفاق کہ اس سائنس و فلسفہ کی ترقی کے زمانہ میں ایسی آفات و مصائب کا نزول و ظہور ہو رہا ہے۔ جن کی نظیر گذشتہ زمانہ میں بہت کم ملتی ہے۔ ہر آنے والی مصیبت قیامت خیز اور عالمگیر کہلاتی ہے۔ ابھی ایک مصیبت سے نجات نہیں ملتی۔ کہ دوسری شروع ہو جاتی ہے۔ کائنات کے اسرار معلوم کر لینے کا مدعی اور سائنس کی ایجادات پر ناز کرنے والا انسان اُن ارضی و سماوی آفات کے مقابلہ میں بے کس و بے بس نظر آتا ہے۔"

اس تمہید میں صرف اس بات کو بیان کیا گیا تھا کہ سائنس کی ترقی کے باوجود انسان ارضی و سماوی حوادث و آفات کا مقابلہ کرنے سے عاجز و لاچار ہے۔ یہ نہیں کہا گیا۔ کہ سائنس کی ترقی عذاب الٰہی کے لانے کا باعث ہے۔ اس لئے محض سائنس کی ترقی سے کوئی ملک عذاب الٰہی کا مستحق و مورد نہیں بن سکتا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے خود انسان کو "صحیفہ قدرت" کے پڑھنے اور اس پر غور و فکر کرنے کی دعوت دی ہے اور یہی سائنس ہے۔ پس اس مضمون میں انسان کی بیچارگی اور بے بسی کا ذکر کیا گیا ہے کہ وہ باوجود سامانوں کی فراوانی اور ایجادات کی کثرت کے عذاب الٰہی کے مقابلہ سے عاجز ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی قدرت سب پر غالب ہے ؎

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے

۲۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ ظہور مسیح موعود علیہ السلام کے بعد صحف سابقہ کی پیشگوئیوں اور خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات و پیشگوئیوں کے مطابق دنیا کے مختلف حصوں میں عذاب الٰہی بصورت زلازل۔ طوفان و سیلاب اور جنگوں کی شکل میں نازل ہوتا رہا ہے اور اب ہو رہا ہے۔ اس لئے صرف ہند و پاکستان ہی مخصوص نہیں۔ کبھی دنیا کے ایک حصہ میں کوئی عذاب و تباہی نازل ہوتی ہے۔ تو کبھی دوسرے حصہ پر اور مختلف رنگوں میں۔ ہم نے ایسی ہی عالمگیر تباہیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے صرف مثال کے طور پر ہند و پاکستان کے حالیہ سیلابوں و طوفانوں کا ذکر کیا تھا۔ کیا گذشتہ سال ایران میں زلزلہ سے تباہی نہیں ہوئی۔ کیا آغادیر تباہ و برباد نہیں ہوا۔ کیا یہ ہند و پاکستان کا حصہ ہیں؟ کیا گذشتہ سال جاپان اور اس کے جزائر میں طوفان سے تباہی نہیں آئی۔ اور کیا اب وہاں چنھون تیل طوفان اور زلزلہ نہیں آیا۔ کیا یہ بھی ہند و پاکستان کا حصہ ہیں؟ باقی یورپ و امریکہ اور روس باوجود سائنسی ترقی کے غیر مطمئن اور خوفزدہ ہیں۔ ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم ہر وقت اُن کو اپنے سروں پر منڈلاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ یہ اعصابی اور "سرد جنگ" اندر ہی اندر ان کے سکون کو برباد کر رہی ہے اور ہر وقت یہ خطرہ لاحق ہے کہ کہیں "سرد جنگ" "گرم جنگ" میں تبدیل نہ ہو جائے۔ خدا تعالیٰ کی کوئی مصلحت خاص اس وقت کو ٹلائے ہوئے ہے۔ ورنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں میں یہ انذار موجود ہے کہ

"اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔" (حقیقۃ الوحی ص ۲۵۶)

نیز فرمایا:-

"خدا تعالیٰ نے مجھے صرف یہی خبر نہیں دی کہ پنجاب میں زلزلے وغیرہ آفات آئیں گی۔ کیونکہ میں صرف پنجاب کے لئے مبعوث نہیں ہوا۔ بلکہ جہاں تک دنیا کی آبادی ہے ان سب کی اصلاح کے لئے مامور ہوں۔ پس میں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ آفتیں اور یہ زلزلے صرف پنجاب سے مخصوص نہیں ہیں۔ بلکہ تمام دنیا ان آفات سے حصہ لے گی۔ اور جیسا کہ امریکہ وغیرہ کے بہت حصے تباہ ہو چکے ہیں۔ یہی گھڑی کسی دن یورپ کے لئے درپیش ہے۔ اور پھر ہولناک دن بھی سامنے اور ہندوستان اور ہر ایک حصہ ایشیا کے لئے مقدر ہے جو شخص زندہ رہے گا۔ وہ دیکھ لے گا۔" (حقیقۃ الوحی ص ۱۹۲ حاشیہ)

۳۔ روحانی دنیا میں یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ عذاب الٰہی اُس وقت دنیا پر نازل ہوتا ہے۔ جب وہ خدا تعالیٰ کو بھلا کر سرکشی اور فسق و فجور کی راہ اختیار کر لے۔ یہ بھی سنت الٰہی ہے کہ وہ ایک وقت تک برگزار لوگوں کو اصلاح احوال کے لئے مہلت د

ڈھیل دیتا ہے۔ لیکن جب لوگ اس موقعہ سے فائدہ اُٹھا کر اصلاح نہیں کرتے تو پھر ان کی تباہی کی گھڑی آجاتی ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ

(ا)" وہ دن نزدیک ہیں۔ بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہونگی کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے یہ اسلئے کہ نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی ہے۔ اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے ہیں۔ . . . . . . وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا۔ اور اُس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے۔ اور وہ چُپ رہا مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا "

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۷)

ب:" دیکھو آج میں نے بتادیا زمین بھی سُنتی ہے اور آسمان بھی۔ کہ ہر ایک جو راستی کو چھوڑ کر شرارتوں پر آمادہ ہوگا۔ اور ہر ایک جو زمین کو بدیوں سے ناپاک کرے گا وہ پکڑا جائے گا خدا فرماتا ہے کہ قریب ہے کہ میرا قہر زمین پر اُترے کیونکہ زمین پاپ اور گناہوں سے بھر گئی ہے "

(اشتہار الانذار ۸ر اپریل ۱۹۰۵ء)

پس اگر یورپ اور دوسرے ممالک نے اپنی حالت میں اصلاح نہ کی۔ اور خدا تعالےٰ کے آستانہ پر نہ جھکے اور بدستور دنیوی فسق و فجور میں مبتلا رہے تو پتہ نہیں کہ ان ممالک میں کس کس ملک کو بارہ عذاب الٰہی کیلئے پہلے آتی ہے یا صرف خود کی مادی اور دنیوی ترقی عذاب الٰہی کے نزول کو روک نہیں سکی جب کبھی خدا نے سرکشی اختیار کی اسیطرح یورپین ممالک کی مادیہ سائنسی اور مادی ترقی اگر انہوں نے اپنی روحانی حالت مہلت سے بہتر سے بہتر فائدہ اُٹھائیں۔ اور جلد سے جلد خدا تعالےٰ سے صلح کریں اور اُس کے کلام کی اطاعت و فرمانبرداری کریں کہ اسی میں اُن کی اصلاح و فلاح ہے۔

۴۔ خدا تعالےٰ کے دو قانون یعنی قانونِ قدرت اور قانونِ شریعت دنیا میں جاری و ساری نظر آتے ہیں۔ اور دونوں قانون اپنی اپنی جگہ پر اثر انداز ہیں۔ اگر کوئی شخص قانونِ قدرت کے مطابق عمل کرتا ہے۔ تو وہ دنیوی ترقیات حاصل کرتا ہے۔ اور اس میں خدا تعالےٰ کی ناراضگی یا عذاب کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ پس اگر آج یورپ۔ امریکہ یا روس سائنس اور مادیت میں ترقی کر رہے ہیں۔ تو وہ قانونِ قدرت کے مطابق ہے اُن کی یہ دنیوی ترقی عذاب الٰہی کا موجب کبھی بھی قرار نہیں دی جا سکتی۔ ہاں یہ لوگ اب قانونِ شریعت کی عدم پابندی کر کے خدا تعالےٰ سے غافل ہو رہے ہیں۔ نہ صرف غافل بلکہ دنیوی عیش و آرام کے لئے فسق و فجور اور ظلم و جور میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ ان لوگوں کے یہ اعمال عذابِ الٰہی کو بھڑکانے کا موجب ہوں گے اور ہو رہے ہیں۔ اور اسی کی طرف مامورِ ربانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے توجہ دلاتے ہوئے اُن کو ہوشیار کیا ہے۔ اگر وہ اب بھی ہوشیار نہ ہوئے اور غضب الٰہی کا شکار ہوئے تو اس کا باعث قانونِ قدرت نہیں بلکہ قانونِ شریعت کی خلاف ورزی ہوگی۔ ان دونوں قانونوں اور اُن کے دائرہ عمل اور نتائج کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ تب ہی روحانی امور میں انسان صحیح رہنمائی حاصل کر سکتا ہے۔

۵۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ حکومتِ برطانیہ کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعائیں کی ہیں۔ کیونکہ جب ان کی ہندوستان پر حکومت تھی تو ان کے عہد میں تبلیغی آزادی اور عدل و انصاف تھا۔ حضور کی دعائیں

هل جزاء الاحسان الا الاحسان

کے مطابق تھیں۔ لیکن اگر انگریز وں نے اپنے مشرکانہ عقائد اور غیر اخلاقی افعال و اعمال میں تبدیلی و اصلاح نہ کی۔ تو وہ بھی خدائی غضب کو بھڑکانے کا موجب ہوں گے۔ اور پتہ نہیں کہ خدائی غضب کس رنگ و شکل میں نازل ہو۔ قرآن مجید اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں اس کی طرف اشارہ ضرور پایا جاتا ہے۔

۶۔ مغربی اقوام جو اب سائنس میں ترقی کر رہی ہیں۔ اُن تک پیغامِ اسلام اور احمدیت کا پہنچانا ہمارا فرض ہے۔ آجکل ممالکِ مختلفہ کے باہمی تعلقات بباعثِ سواری ریل اور تار اور انتظامِ ڈاک اور انتظامِ سفر بحری بری اور فضائی اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ گویا اب تمام ایک ہی ملک کا حکم رکھتے ہیں۔ بلکہ ایک ہی شہر کا حکم رکھتے ہیں۔ نیز کتابوں کی طباعت و اشاعت میں ہر قسم کی سہولتیں میسر ہیں۔ اس لئے ہمیں پوری ہمت و استقلال سے اپنے فرائض تبلیغ کی ادائیگی میں کوشش کرنا چاہیئے۔ چنانچہ بفضلہ تعالےٰ ہماری جماعت اپنے وسائل کے مطابق اس فرض کی ادائیگی کے لئے کوشاں ہے۔ ممالک امریکہ اور یورپ پر اتمام حجت کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ خدا کرے کہ یہ ترقی یافتہ اقوام پیغامِ احمدیت و اسلام کو بگوش ہوش سنیں اور اپنی مادی ترقی کے ساتھ ساتھ روحانی ترقیات کے حصول کا سامان بھی کرلیں تاکہ اُن کی عاقبت محمود ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایسے لوگوں کے کفر و اسلام اور اتمام حجت کے بارہ میں اپنی کتاب حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۶۵ تا صفحہ ۱۶۷، صفحہ ۱۷۹ تا صفحہ ۱۸۱ پر مفصل بحث فرمائی ہے۔ اگر موقعہ ملے تو اُسے ملاحظہ کرلیں۔ میں صرف دو حوالے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ

" جس پر خدا کے نزدیک اتمام حجت نہیں ہوا اور وہ مکذب و منکر ہے۔ تو گو شریعت نے جس کی بناء ظاہر پر ہے اس کا نام کافر ہی رکھا ہے۔ اور ہم بھی اُس کو باتباع شریعت کافر کے نام سے ہی پکارتے ہیں۔ . . . . یہ علم محض خدا تعالےٰ کو ہے کہ اُس کے نزدیک باوجود دلائل عقلیہ اور نقلیہ اور عمدہ تعلیم اور آسمانی نشانوں کے کس پر ابھی تک اتمام حجت نہیں ہوا۔ ہمیں دعویٰ سے کہنا نہیں چاہیئے کہ فلاں شخص پر اتمام حجت نہیں ہوا۔ ہمیں کسی کے باطن کا علم نہیں ہے "

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۸۱)

نیز فرمایا کہ :۔

" جب خدا کے کسی مرسل کی تکذیب کی جاتی ہے۔ خواہ وہ تکذیب کوئی خاص قوم کرے یا کسی خاص حصہ زمین میں ہو۔ مگر خدا تعالےٰ کی غیرت عام عذاب نازل کرتی ہے اور آسمان سے عام طور پر بلائیں نازل ہوتی ہیں۔ اور اکثر ایسا ہوتا ہے۔ کہ اصل شریر پیچھے سے پکڑے جاتے ہیں۔ جو اصل مبداء فساد ہوتے ہیں۔ جیسا کہ اُن قہری نشانوں سے جو حضرت موسیٰ نے فرعون کے سامنے دکھلائے فرعون کا کچھ نقصان نہ ہوا۔ صرف غریب مارے گئے۔ لیکن آخرکار خدا نے فرعون کو مع اُس کے لشکر کے غرق کیا۔ یہ سنت اللہ ہے۔ جس سے کوئی واقفکار انکار نہیں کر سکتا "۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۲، ۱۶۳)

پس ہندوپاکستان کی تباہیوں کو دیکھ کر مغربی اقوام اور فرعونی طاقتیں اپنے آپ کو امن میں نہ سمجھیں۔ خدائی انذار اُن کے لئے موجود ہے کاش وہ خدا کی مہلت و ڈھیل سے فائدہ اُٹھا کر اصلاح کریں ؛

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت کیلئے اجتماعی دعائیں

حیدرآباد دکن ۲۱، ۲۲ رمضان المبارک کی درمیانی شب کو خدام کا ایک کثیر اجتماع اپنے محبوب آقا کی صحت یابی کے لئے دعا کی خاطر احمدیہ جوبلی ہال میں ہوا۔ نماز عشاء تراویح اور نماز تہجد و فجر باجماعت ادا کی گئیں۔ نہایت سوز و گداز کے ساتھ حضور کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے دعائیں کی گئیں۔ خدا تعالےٰ نے ہماری ان عاجزانہ دعاؤں کو قبول فرمائے۔ اس سلسلہ میں سحر کے لئے سیٹھ اسماعیل صاحب چنتہ کنٹہ کی جانب سے انتظام کیا گیا تھا۔ خدا تعالےٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ قریباً ۶۰ احباب نے اس اجتماع میں شرکت فرمائی۔ ان میں کچھ انصار و اطفال بھی شامل تھے۔

خاکسار محمد صادق قائد مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد (دکن)

درخواستہائے دعا

(۱) عاجز کی ہمشیرہ محترمہ مبشرہ خاتون صاحبہ عرصہ دراز سے بیمار ہیں مگر دوری حد درجہ ہے۔ اس وقت حالت تشویشناک ہے۔ درویشان کرام و بزرگان سلسلہ سے دعا کی درخواست ہے مولا کریم معجزانہ طور پر شفا بخشے۔

(۲) ہماری جماعت کے ایک مخلص دوست محمد علی شاہ صاحب بعارضہ یرقان بیمار ہو کر ہسپتال میں ہیں۔ احباب سے ان کی صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(۳) میرے دوست مکرم لطیف الرحمن صاحب آف پورہ کلاٹ جو اپنے حلقہ میں اکیلے احمدی ہیں اکثر بیمار رہتے ہیں احباب انکی شفایابی کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔

خاکسار سید محمد زکریا احمدی عفا اللہ عنہ صدر جماعت احمدیہ بھدرک (اڑیسہ)

(۴) عاجزہ کے والد محترم سید فضل الرحمن صاحب نائب پراونشل امیر صوبہ اڑیسہ عرصہ دراز سے مرض ہرنیاں نیز آنکھوں کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ ڈاکٹری رائے ہے کہ دونوں کا اپریشن کرا لیا جائے۔ ماہ حال کے آخر میں اپریشن ہوگا۔ احباب کرام و بزرگان و درویشان کی خدمت میں ۲۲۔ عاجزانہ التجاء ہے کہ اس مبارک ماہ میں درد دل سے دعا فرمائیں کہ مولا کریم عاجزہ کے والد محترم کو شفاء کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔ عاجزہ مبارکہ خاتون جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ سونگڑہ۔

(۵) میرا بچہ ۔۔۔ کے بچا رہتا ہے بیمار ہے احباب جماعت اور درویشان قادیان و بزرگان سلسلہ عاجز انہ دعا کی درخواست ہے درد دل سے بچہ کی کامل صحت اور درازیٔ عمر کے لئے دعا فرمائیں۔

مختلف مقامات پر یوم مصلح موعود کی مبارک تقریب

لجنہ اماء اللہ قادیان

قادیان ۲۰ر فروری یوم مصلح موعود کی مبارک تقریب کے موقعہ پر آج ٹھیک ۱۰ بجے نصرت گرلز سکول کے صحن میں زیر صدارت محترمہ بیگم صاحبہ صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب صدر لجنہ اماء اللہ بھارت مقامی لجنہ کا جلسہ شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد محترمہ صدر صاحبہ نے جلسہ کے انعقاد کی غرض وغایت بیان فرمائی اور پیشگوئی درباره مصلح موعود کی وضاحت فرماتے ہوئے پیشگوئی کے پس منظر پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ کن حالات میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسلام کی حقانیت کے لئے اللہ تعالیٰ سے ایک نشان مانگا۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو نشان دیا گیا وہ کس قدر عظیم اور حیران کن تھا۔ ایک ایسے ہمہ گیر صفات فرزند کی خبر دی گئی۔ جس کے علوم روحانی کے سامنے دشمنان اسلام کی زبانیں گنگ ہو کر رہ گئیں۔ اور سب سے پہلے ہدایت بی بی صاحبہ نے تقریر کی۔ ہدایت بی بی صاحبہ نے پیشگوئی کا متن پڑھ کر سنایا۔ اور بعض مقامات کی وضاحت بھی کی۔ اس کے بعد عزیزہ بشریٰ بیگم نے مصلح موعود سے متعلق بعض پرانی پیشگوئیوں پر روشنی ڈالی۔ تیسری تقریر محترمہ امۃ اللہ بیگم صاحبہ کی تھی۔ آپ نے پیشگوئی کے الفاظ کہ "وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا" کی روشنی میں حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ کے عملی کارناموں میں سے چند ایک سنائے۔ اس تقریر کے بعد محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ نے نظم پڑھ کر سنائی۔ چوتھی تقریر عزیزہ امۃ العزیز کی تھی۔ آپ نے "وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا" کے تحت اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اور بتایا کہ کس طرح حضور کی توجہ سے تبلیغ اسلام زمین کے کناروں تک پہونچ گئی۔ ازاں بعد محترمہ سلیمہ بیگم صاحبہ نے پیشگوئی کے الفاظ "خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا" کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ کس طرح گذشتہ پچاس سالہ تاریخ احمدیت میں اللہ تعالیٰ نے ہر مشکل اور کٹھن مرحلہ پر حضور کی مدد فرمائی اور جماعت کو کامیاب وکامران کیا۔ اس کے بعد عزیزہ سعیدہ بیگم نے "وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا" کی وضاحت کرتے ہوئے اپنے مضمون میں بیان کیا کہ کس طرح حضور کے ذریعہ سے قوموں کو ذہنی غلامی سے نجات دلا کر اسلامی فطرتی تعلیم کی آزادی سے روشناس کرایا جا رہا ہے۔ ساتویں تقریر محترمہ معراج سلطانہ صاحبہ کی تھی۔ آپ نے اپنے مضمون میں اس امر کی وضاحت کی کہ ہجرت کا مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ کے وجود بابرکت کے ساتھ گہرا تعلق تھا۔ اور یہ اہم وقت حضور ہی کے زمانہ میں آنا مقدر تھا۔ ہجرت سے تین سال قبل ایک رویا کے ذریعہ حضور کو ہجرت کے بارہ میں پیش آنے والے حالات کی اطلاع دے دی تھی۔ رویا جو الفضل میں چھپ چکی ہے۔ اس میں واضح طور پر بتایا گیا تھا کہ ہجرت جنگ کے حالات میں پیش آنے والی ہے۔ اور وہ جنگ ایسی ہوگی کہ دوست دشمن کی تمیز اٹھ جائے گی۔ لیکن خدا تعالیٰ منٹوں میں ہی حضور کو دشمن کے شر سے محفوظ مقام پر پہنچا دے گا۔ آٹھویں تقریر قدسیہ بیگم کی تھی عزیزہ نے مصلح موعود کے کارناموں میں سے چند بیان کئے۔ نویں تقریر محترمہ استانی خورشید بیگم صاحبہ کی تھی۔ آپ نے جماعت احمدیہ کی تبلیغ کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا کہ کس طرح حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ کے ذریعہ تبلیغ میں دن دگنی رات چوگنی ترقی ہو رہی ہے۔ اور احمدیت کے پروانے اکناف عالم میں تبلیغی جہاد میں مصروف کار ہیں۔ سب سے آخر میں محترمہ زبیدہ بیگم صاحبہ نے پر جوش تقریر فرمائی اور حضرت مصلح موعود کی برکات اور آپ کی مساعی کی اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ دعاؤں کی طرف توجہ دلائی۔ آخر میں عزیزہ امۃ القیوم نے ایک نظم سنائی اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ قادیان

مدراس

مورخہ ۱۹ر فروری کی شب کو بعد نماز مغرب اسلامک سنٹر میں یوم "مصلح موعود" منایا گیا۔ تلاوت قرآن مجید مکرم مولوی کمال الدین صاحب مالاباری نے کی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعائیہ اشعار

"بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا"

عزیزم صدیق احمد امینی سلمہ اللہ نے سنائے بعد ازاں خاکسار نے قریباً آدھ گھنٹہ بولا۔ پیشگوئی مصلح موعود کی اہمیت اور حضرت مصلح موعود ایدہ الودود کے عہد خلافت کی برکات اور دنیا بھر میں اشاعت اسلام کے کوائف مختصر طور پر بیان کئے۔ نماز عشاء ادا کرنے کے بعد دعا سے فارغ ہو کر احباب واپس تشریف لے گئے۔

خاکسار شریف احمد امینی مبلغ سلسلہ احمدیہ مدراس

رمضان المبارک اور زکوٰۃ

اللہ تعالیٰ نے ہماری جماعت کو یہ امتیاز بخشا ہے کہ اس نے صحیح اسلامی قدروں کو دوبارہ دنیا میں قائم کیا اور وہ سنہری تعلیمات اسلامی جنہیں مسلمان بھول چکے تھے۔ انہیں ازسرنو زندہ کیا اور نہ صرف خود ان پر عامل ہوئے بلکہ ساری دنیا میں تبلیغ واشاعت کر کے اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے شب و روز مصروف تگ و دو ہیں۔

پھر یہ امر بھی ہمارے لئے کچھ کم عزت اور فخر کا باعث نہیں کہ ایک چھوٹی سی جماعت تبلیغ اسلام کے وسیع نظام کو چلانے کے ساتھ ساتھ ایسی نیکیاں بھی بجا لا رہی ہے۔ جو ایک صحت مند معاشرے کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہیں۔ مثلاً جماعت کے غرباء و مساکین اور بیوگان کی خبر گیری۔ بعض احباب جماعت کو شاید اب تک علم نہ ہوگا کہ صدر انجمن احمدیہ نے اپنے بجٹ میں زکوٰۃ کی ایک مد رکھی ہوئی ہے۔ جس میں سے ان غرباء و مساکین کے مستقل وظائف بھی لگائے گئے ہیں۔ اور بعض کی وقتی امداد بھی کی جاتی ہے۔

اور اسی پر بس نہیں بلکہ ہماری تنظیم کی مشہوری کی وجہ سے صدر انجمن احمدیہ کے پاس کئی غیر مسلم ناداروں، بیماروں اور مستحقین کی درخواستیں بھی امداد کے لئے آتی رہتی ہیں جن پر حسب حالات امداد دی جاتی ہے۔ چنانچہ کئی غیر مسلم بیوگان کو بھی وظیفے دیئے جاتے ہیں۔ یہ تمام اخراجات مد زکوٰۃ میں سے ہوتے ہیں۔ اور مد زکوٰۃ میں روپیہ وہ ذی استطاعت و مخلص احباب ہر سال باقاعدگی سے بھجواتے ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے صاحب نصاب بنایا ہے۔ اور عام طور پر زکوٰۃ کی رقوم رمضان کے مہینے میں آتی ہیں۔

جن احباب کو اللہ تعالیٰ نے ان نعمتوں سے نوازا ہے۔ اور جن پر زکوٰۃ واجب ہے ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ اگر وہ پہلے عدم علم کی وجہ سے زکوٰۃ کو مقامی طور پر خرچ کرتے رہے ہیں تو آئندہ اپنی زکوٰۃ کی رقوم مرکز میں ارسال فرمایا کریں تاکہ یہ مرکزی طور پر بہترین مصرف میں آئے اور جماعت کی نیک نامی کا بھی باعث ہو۔ اس بارہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ

"ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دے اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے اور کوئی امر مانع نہیں وہ حج کرے۔ نیکی کو سنوار کر ادا کرو اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو۔ چاہیئے کہ زکوٰۃ دینے والا اسی جگہ (قادیان) اپنی زکوٰۃ بھیجے اور ہر قسم کی فضولیوں سے اپنے تئیں بچائے۔"

پھر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس بارے میں فرمایا ہے کہ

"تیسری چیز جس پر خصوصیت سے اسلام نے زور دیا ہے اور جس کی طرف قرآن کریم میں بارہا توجہ دلائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ روپیہ بے شک کماؤ مگر جو کچھ کماؤ اس پر زکوٰۃ ادا کرو۔ اگر کوئی شخص باقاعدگی سے زکوٰۃ ادا کرتا ہے تو یہ اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ وہ دنیا کو دین کی خاطر کماتا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص زکوٰۃ نہیں دیتا تو یہ اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ وہ دنیا محض دنیا کی خاطر کما رہا ہے۔ خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا شوق اس کے دل میں نہیں۔ اگر واقعہ میں اس کے دل میں خدا تعالیٰ کے قرب اور اس کی محبت کو جذب کرنے کا احساس ہوتا اور اگر دنیا کو دین کی خاطر کما رہا ہوتا تو اس کا فرض تھا کہ وہ اپنے مال میں سے خدا تعالیٰ کا حق ادا کرتا اور پوری دیانتداری کے ساتھ کرتا لیکن جب وہ زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تو یہ اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ وہ شیطان کا تابع ہے۔ خدا تعالیٰ کے احکام کے تابع نہیں۔"

(تفسیر کبیر جلد پنجم حصہ اول صفحہ ۳۳۹)

امید ہے کہ ہندوستان کے جملہ صاحب نصاب احباب اس فریضہ کی ادائیگی اسی مبارک مہینہ رمضان میں کر کے دوہرے ثواب کے وارث ہوں گے۔ کیونکہ زکوٰۃ تمام مقام دوسرے چندے نہیں ہوتے۔ (ناظر بیت المال قادیان)

امروہہ

حسب سابق امسال بھی ۲۰ر فروری کو بعد نماز عشاء مقامی جماعت کا شاندار جلسہ ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور درثمین سے نظم کے بعد خاکسار نے جلسہ کی غرض وغایت بتائی۔ پہلی تقریر مکرم انوار احمد صاحب قادیانی نے فرمائی

اِسلام میں توحیدِ کامل کا نظریہ

(بقیہ صفحہ اوّل)

کہ اس سے خدا کو ایسی محبت ہے کہ اس کی ہر ایک بات کو قبول کر لیتا ہے یہ شرک ہے سارے پیر فقیر یا سنت سادھو جن کے متعلق لوگ یہ خیال کرتے ہیں شرک کی اسی قسم میں آجاتے ہیں۔

۸۔ آٹھویں قسم شرک کی یہ ہے کہ کسی ایسی چیز کے متعلق جسے خدا کے قانون قدرت نے کام کرنے کی طاقت نہیں دی اس کے متعلق یہ خیال کر لیا جائے کہ وہ فلاں کام کرے گی۔ جیسے مثلاً خدا نے مُردہ کو یہ طاقت نہیں دی کہ اس دنیا میں کوئی تصرف کرے اگر کوئی شخص کسی مردہ کو جا کر کہتا ہے کہ ایسا کام کر دے تو وہ شرک کرتا ہے۔ اسی طرح تعویذوں، دریاؤں، سمندروں، سورج اور چاند وغیرہ چیزوں سے دعائیں کرنا اور کرانا شرک کی اسی قسم میں آتا ہے۔

۹۔ نویں قسم شرک کی یہ ہے کہ ایسے اعمال جو مشرکانہ رسوم کا نشان ہیں گو اب شرک کی مشابہت نہیں رکھتے اُن کا بلا ضرورت طبعی ارتکاب کرے۔ مثلاً ایک شخص کسی قبر یا سمادھی پر جا کر نہ دعا کرے نہ ... نہ اُس کا اندر دفن ہونے والے کو خدا سمجھے لیکن وہاں دیا جلا کر آئے تو یہ فعل بھی شرک کے اندر آئے گا کیونکہ یہ عمل پہلے زمانہ کے مشرکانہ اعمال کا بقیہ ہے۔ وہ لوگ خیال کرتے تھے کہ مُردے قبروں میں واپس آتے ہیں اور جن لوگوں کے متعلق معلوم کرتے ہیں کہ اُنہوں نے ان کی قبروں کا احترام کیا ہے ان کے کام کر دیتے ہیں۔ اس لئے لوگ قبروں پر دیئے یا کوئی چیز رکھ دیتے تھے۔ پس ان یادگاروں کو تازہ رکھنا بھی چونکہ شرک کی مدد کرنا ہے اس لئے شرک میں داخل ہے

معزز حاضرین! شرک کے متعلق جو تفصیل اوپر میں نے بیان کی ہے اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ بہت سے مذاہب جو اپنے آپ کو وحدانیت کے قائل سمجھتے ہیں۔ در اصل کئی قسم کے شرک کا ارتکاب کر رہے ہیں اور ایسی تعلیم کے محتاج ہیں جو اُن کو خالص توحید کی طرف رہنمائی کرے۔

اب میں اسلام کی تعلیم درباره کامل توحید کے متعلق چند ضروری باتیں بیان کروں گا۔ اس کے ساتھ ضمنی طور پر دوسرے مذاہب کی تعلیمات کے ساتھ موازنہ و مقابلہ بھی کرتا جاؤں گا۔ تاکہ جملہ حاضرین کو اسلام کی پیش کردہ توحید کا صحیح تصور ذہن میں آسکے۔

اوّل۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ یعنی تمہارا اللہ یعنی قابل پرستش ہستی صرف ایک ہی ہے۔ پھر فرمایا ہے اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ۔ یعنی اللہ ہی وہ وجود ہے جس کے سوا اور کوئی بھی قابلِ پرستش نہیں۔ قرآن نے وحدانیت کی اس تعلیم کا اُس وقت اعلان کیا جبکہ عرب دیش میں جو اسلام کی جنم بھومی تھا بُت پرستی کا عام رواج تھا اور خانہ کعبہ میں ۳۶۰ بُت رکھے ہوئے تھے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جب خدائے واحد کی منادی کرائی گئی تو تھوڑے ہی عرصہ میں تمام ملک وحدانیت کی صدا سے گونج اٹھا۔

اسلام کی تعلیم وحدانیت کا موازنہ جب ہم ہندوستان کی مذہبی حالت سے کرتے ہیں تو یہ بات صاف طور پر سامنے آتی ہے کہ بے شک آریہ مذہب کی ابتدا میں ویدوں کے ذریعہ توحید کی تعلیم آریہ ورت میں ایک حد تک دی گئی تھی۔ لیکن بعد ازاں یہ تعلیم قائم نہ رہ سکی چنانچہ اُپنشدوں اور مابعد کے زمانہ میں اور خاص طور پر اس زمانہ سے قبل جب اسلام صفحۂ دنیا پر نمودار ہوا ہندوستان کے باشندے توحید سے بہت دور ہو کر مُشرکانہ عقاید اختیار کر چکے تھے۔ جہاں تک ویدک زمانے کا تعلق ہے محققین کے نزدیک ۳۳ دیوتاؤں کا ذکر وید منتروں میں آیا ہے۔ لیکن بعد میں بُت پرستی عناصر پرستی اور مظاہر پرستی کا عام رواج ہو گیا اور ہزاروں دیوتے پُوجے جانے لگے۔ کہیں شو، وشنو اور گنیش معبودیت کے مرکز بنے اور کہیں بھیروں کرشن (جو عشق کا دیوتا ہے) اور یم (موت کا دیوتا) کی پُوجا ہونے لگی۔ آسمان، پانی، آگ، سانپ اور بچھڑے بھی دوسرے دیوتاؤں کی طرح معبود قرار دیئے گئے۔ ان کی تفصیل جناب سوامی دیانند صاحب سرسوتی نے اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں درج کی ہے۔ ہمارے ملک میں بُت پرستی، عناصر پرستی کی شاخیں پھیلتی اور مضبوط ہوتی گئیں۔ بدھ مت اور جین مت بھی مستقل طور پر ان عقائد پر اثر انداز نہ ہو سکے۔

ہمارے زمانہ میں بانی آریہ سماج سوامی دیانند صاحب سرسوتی نے توحید کی طرف ایک قدم اٹھایا اور بُت پرستی کی تردید کی لیکن انہوں نے جیو اور پرمانو یعنی روح اور مادہ کو بھی خدا کی طرح ازلی ابدی اور انادی قرار دے کر کامل توحید کی نفی کی ہے۔ کیونکہ انادی اور غیر مخلوق کی صفت خدا تعالیٰ سے مختص ہے۔ اگر روح اور مادہ کو بھی خدا کی طرح غیر مخلوق اور انادی سمجھا جائے تو ایما سے یہ بھی خدا کے شریک بنتے ہیں۔

پھر اس عقیدہ سے خدا تعالیٰ کی قدرت کاملہ پر بھی حرف آتا ہے کیونکہ اس کو اپنی صفت خالق ظاہر کرنے کے لئے روح اور مادہ کا محتاج ہونا پڑتا ہے جو دونوں اس کی مخلوق نہیں بلکہ بقول سوامی جی ایشور کی طرح انادی اور خود بخود ہیں۔ قرآن کریم ہمیں اللہ تعالیٰ کی نسبت یہ تعلیم دیتا ہے کہ خَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَہٗ تَقْدِیْرًا یعنی اللہ تعالیٰ نے ہی تمام چیزوں کو جن میں روح اور مادہ بھی شامل ہیں پیدا کیا ہے اور ان کے لئے قانون اور نظام کی صورت میں ایک حد اور اندازہ مقرر کر دیا ہے۔

دنیا کے قدیم مذاہب میں سے پارسی ~~...~~ مذہب بھی ایک مشہور مذہب ہے۔ اس مذہب کے نزدیک دنیا میں خیر اور شر کا خالق ایک ہستی نہیں ورنہ یہ لازم آتا ہے کہ خدا شر اور برائی کو پیدا کرتا ہے اور جو بُرائی کو پیدا کرتا ہے وہ اچھا نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ پارسیوں یعنی مجوسیوں کے نزدیک یزدان نیکی کا خالق ہے اور اہرمن بدی کا پیدا کرنے والا ہے۔ اس کی تردید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَقَالَ اللّٰہُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰـھَیْنِ اثْنَیْنِ اِنَّمَا ھُوَ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ۔ کہ خدا نے کہا ہے کہ دو خدا نہ بناؤ وہ ایک ہی خدا ہے۔ باقی یہ اعتراض کہ شر کو خدا نہیں پیدا کر سکتا۔ حقیقتِ حال سے ناواقفی کی وجہ سے ہے کیونکہ کوئی چیز بذاتہٖ خیر یا شر نہیں بلکہ وہ اپنے صحیح یا غلط طریق استعمال سے خیر یا شر بن جاتی ہے۔ آگ یا بجلی کا صحیح استعمال اس کو خیر بنا دیتا ہے لیکن اس کا غلط استعمال تباہی و بربادی کا باعث بنتا ہے۔ اسی طرح سنکھیا یا کچلہ بے شک مہلک زہر ہیں۔ لیکن ان کے مناسب استعمال سے عصبی اور متعدی بیماریوں کا صحیح علاج ہوتا ہے اور اسی طرح دیگر بظاہر بُری چیزوں کا حال ہے۔ پس بے شک سب چیزوں کا خالق خدا ہے۔ لیکن ان میں سے کوئی بھی شر محض نہیں، یہ شر ہماری اپنی کوتاہی اور غلطی سے پیدا ہوتا ہے چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَآ اَصَابَکَ مِنْ حَسَنَۃٍ فَمِنَ اللّٰہِ وَمَآ اَصَابَکَ مِنْ سَیِّئَۃٍ فَمِنْ نَّفْسِکَ (سورۂ نساء) یعنی اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ اشیاء میں سے جو اچھائی اور خیر تجھ کو حاصل ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور یہ بظاہر مُضر اشیاء اسی غرض کے لئے اللہ کی طرف سے پیدا کی گئی ہیں۔ لیکن جو نقصان اور مضرت تمہیں ان اشیاء سے پہنچتی ہے وہ تمہارے اپنے غلط یا کوتاہ عمل کا نتیجہ ہے۔

عیسائی مذہب بھی توحید کا دعویٰ کرنے کے باوجود تین خداؤں کا قائل ہے۔ یعنی باپ خدا، بیٹا خدا اور روح القدس خدا۔ اللہ تعالیٰ نے اس تثلیث کی تردید میں کئی آیات میں دلائل دیئے ہیں۔ سورۂ اخلاص جو قرآن کریم کی ایک مشہور اور مختصر سورۃ ہے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ۔ اَللّٰہُ الصَّمَدُ۔ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ۔ یعنی اللہ ہر حیثیت سے یکتا اور ایک ہے۔ وہ تثلیث کے عقیدہ کے مطابق تین نہیں۔ وہ ایسی ہستی ہے کہ اس کو کسی چیز کی احتیاج اور ضرورت نہیں۔ یعنی نہ وہ مسیح علیہ السلام کی طرح کھانے پینے کا محتاج ہے۔ اور نہ اس کو بول و براز کی حاجت ہے۔ پھر نہ وہ مسیح کا باپ ہے اور نہ وہ مسیح کی طرح بیٹا ہے اور نہ روح القدس شانِ الوہیت میں اس کے برابر کا شریک ہے۔

اس سورۃ کے علاوہ قرآن کریم میں جابجا تثلیث کے عقیدہ کا رد کیا گیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَۃٌ یعنی یہ مت کہو کہ خدا تین ہیں۔ پھر حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق فرمایا کہ اِنَّمَا الْمَسِیْحُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ یعنی مسیح عیسیٰ بن مریم صرف خدا کے پیغمبر ہیں وہ خدا یا خدا کے بیٹے نہیں)

جلسہ یوم مصلح موعود (بقیہ صفحہ ۹)

نے کی۔ آپ نے پیشگوئی مصلح موعود ایک عظیم نشان کے عنوان پر اخبار بدر سے منورح پیشگوئی کے مقدس الفاظ پڑھ کر سنائے آپ کی اس تقریر کے اختتام پر ایک دوست نے سوال کیا کہ تین کو چار کرنے کا کیا مطلب ہے۔ مرزا خاکسار نے تفصیلی طور پر وحی کے ان الفاظ کی وضاحت کی

دوسری تقریر مکرم ارشاد احمد کی تھی۔ آپ نے زمین کے کناروں تک اسلام کے تبلیغی مشنوں کا قیام مصلح موعود کی اولو العزمی کا درخشندہ ثبوت کے عنوان کے تحت اخبار بدر سے ایک مضمون پڑھ کر سنایا جس کا احباب جماعت پر عموماً اور ویگر سامعین پر خصوصاً بہت اچھا اثر پڑا۔

ازاں بعد خاکسار نے مصلح موعود کا ظہور صداقت اسلام کا درخشندہ ثبوت ہے کے عنوان کے تحت ایک گھنٹہ تک تقریر کی۔ جس میں بانیٔ اسلام۔ اولیاء و اصفیاء اسلام۔ بزرگان دین اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خصوصی پیشگوئیاں دربارہ مصلح موعود کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا کہ کن مخالف حالات میں یہ پیشگوئی کی گئی اور کتنے عظیم الشان اور واضح پہلوؤں کے ساتھ

نوماہی بجٹ لازمی چندہ جات
اور
احباب جماعت و عہدیداران کا فرض

ہر احمدی پر یہ واضح ہے کہ جماعت احمدیہ تبلیغی، تعلیمی، تربیتی اور خدمت خلق کے کاموں پر کس قدر اموال خرچ کر رہی ہے اور یہ سارے کام احباب جماعت کے تعاون اور ان کے چندوں سے انجام پا رہے ہے۔ اگر خدانخواستہ چندہ جات کی وصولی پورے طور پر نہ ہو۔ تو اس کا لازمی نتیجہ سلسلہ کے ان اہم اور ضروری کاموں کی تکمیل میں رکاوٹ ہوگا۔

نظارت بیت المال قادیان کی طرف سے ہر ماہ باقاعدگی سے لازمی چندہ جات اور دوسری طوعی تحریکات کے وعدوں کی سو فیصدی ادائیگی کے لئے احباب جماعت و عہدیداران جماعت کو اخبار بدر، سرکلر تحریکات اور مرکزی نمائندوں کے ذریعہ توجہ دلائی جاتی رہی ہے۔

مالی سال رواں کے نو ماہ گذر چکے ہیں۔ لیکن بجٹ کے لحاظ سے متعدد جماعتوں کی طرف سے لازمی چندہ جات کی آمد کم ہوئی ہے۔ اور بعض جماعتیں ایسی بھی ہیں۔ جن کی وصولی اب تک بالکل برائے نام ہے۔ مالی تحریکات کے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ

"خدا کی رضا کو تم پا ہی نہیں سکتے جب تک تم اپنی رضا کو چھوڑ کر اپنی عزت چھوڑ کر اپنا مال چھوڑ کر اپنی جان چھوڑ کر اس کی راہ میں وہ تلخی نہ اٹھاؤ۔ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے۔ لیکن اگر تم تلخی اٹھا لو گے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آجاؤ گے اور تم ان راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے۔ جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہ دین کے لئے اور دین کی اغراض کے لئے خدمت کا وقت ہے۔ اس وقت کو غنیمت سمجھو یہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا۔ چاہیئے کہ زکوٰۃ دینے والا اسی جگہ (قادیان) اپنی زکوٰۃ بھیجے اور ہر شخص فضول خرچیوں سے اپنے تئیں بچائے اور اس راہ میں اپنا روپیہ لگائے اور ہر حال میں صدق دکھائے تا فضل اور روح القدس کا انعام پائے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ دنیا میں آج تک کون سا سلسلہ ہوا ہے جو خواہ دنیوی حیثیت سے یا دینی بغیر مال چل سکا ہے۔ دنیا میں ہر ایک کام اس لئے کہ یہ عالم اسباب ہے اسباب سے ہی چلایا جاتا ہے۔ پس کس قدر بخیل و ممسک وہ شخص ہے جو ایسے عالی مقصد کی کامیابی کے لئے ادنےٰ چیز مثل چند پیسے خرچ نہیں کر سکتا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پس تم میں سے ہر ایک کو جو حاضر یا غائب ہے تاکید کرتا ہوں کہ اپنے بھائیوں کو چندہ سے خبردار کرو اور ہر ایک کمزور بھائی کو بھی چندہ میں شامل کرو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔"

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ بالا ارشادات کی روشنی میں جملہ عہدیداران جماعت کو چاہیئے کہ وہ اپنے اپنے حلقہ میں نہ صرف سو فی صدی وصولی لازمی چندہ جات کے لئے مؤثر کارروائی کر کے نو ماہ کی وصولی کی کمی کو پورا کریں بلکہ طوعی تحریکات میں بھی زیادہ سے زیادہ وصولی کر کے مرکز میں بھجوا کر فرض شناسی کا ثبوت دیں۔

سلسلہ کی ضروریات بڑھ جانے کی وجہ سے امسال سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد کے ماتحت اضافہ آمد کے لئے درویش فنڈ کی تحریک کی گئی تھی۔ لیکن اس مد کے وعدہ جات اور وصولی کی پوزیشن بھی توقع سے بہت کم ہوئی ہے۔ احباب جماعت، عہدیداران کرام اور مبلغین حضرات اس طرف خاص توجہ کریں تاکہ آمد توقع کے مطابق ہو سکے۔

رمضان المبارک کی آمد آمد ہے۔ بذریعہ اخبار بدر و انفرادی خطوط ادائیگی زکوٰۃ کی تحریک کی گئی ہے۔ اس سال اس مد میں بھی آمد بہت کم ہوئی ہے۔ یہ یاد رہے کہ زکوٰۃ فرض ہے اور دیگر چندہ جات کی ادائیگی کے باوجود یہ دی جانی ضروری ہے اور ہر مسلمان پر نماز کی طرح زکوٰۃ ادا کرنا بھی لازم ہے۔

ماہ نومبر ۱۹۶۰ء سے تحریک جدید کے نئے سال کا آغاز ہو چکا ہے۔ جن افراد یا جماعتوں نے وعدے بھجوا دیئے ہیں وہ چندہ ادا کرنے کی توجہ فرمائیں اور جنہوں نے تاحال وعدے بھی نہیں بھجوائے وہ وعدہ جات کی ادائیگی کا انتظام بھی کریں۔ تا کہ سابقون میں شامل ہو جائیں۔ اور اس مالی جہاد میں، پیش قدم آگے بڑھانے کا ثبوت دیں۔

جملہ احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اپنے مالی فرائض کی طرف توجہ فرما کر جلد جلد چندہ جات کی پوری ادائیگی کر دیں۔ کیونکہ ان کی پوری توجہ نہ ہونے کی وجہ سے جماعتی کاموں میں نقصان کا اندیشہ ہے

مجھے امید ہے کہ احباب جماعت و عہدیداران کرام اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرتے ہوئے جلد از جلد سابقہ کمی آمد کو پورا کر دیں گے اور آئندہ ادائیگی چندہ جات میں باقاعدگی اختیار کر کے آمد میں کمی نہ آنے دیں گے۔ اللہ تعالےٰ سب کو اس کی توفیق دے آمین۔ ناظر بیت المال قادیان۔

جماعت احمدیہ کا جوش تبلیغ اور اس کی فعالیت

جناب سردار امر سنگھ صاحب دوسانجھ سابق جنرل سیکرٹری شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی وحال منیجنگ ڈائریکٹر روزنامہ اکالی پتریکا جالندھر کا ایک مکتوب محررہ ۱۰/۲/۶۱ میرے نام موصول ہوا ہے۔ جناب سردار صاحب نے اس میں جماعت احمدیہ کے جوش تبلیغ اور فعالیت کا خصوصیت سے ذکر فرمایا ہے۔ جماعت کے بارہ میں آپ نے اپنے تاثرات کا حسب ذیل الفاظ میں تذکرہ فرمایا ہے۔

خاکسار مرزا وسیم احمد ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

"ایک بات اظہر من الشمس ہے کہ تبلیغ کا جو شوق تحریک (تحریک احمدیت ناقل) کے اراکین میں پایا جاتا ہے شاید ہی روئے زمین پر آپ ایسی ادنیٰ ذرائع رکھنے والی کسی دھارمک جماعت میں ہو۔ لگن ہے۔ دُھن ہے اور سرگرمی ہے یہ علامتیں دیکھ کر بے ساختہ منہ سے نکلتا ہے کہ جماعت احمدیہ کے نقطۂ نظر کے ساتھ کسی کو اختلاف ہو یا اتفاق تاہم ہر ایک کو یہ اعتراف کرنا پڑے گا کہ یہ ایک فعال جماعت ہے باتونی نہیں۔

مذہبی اور روحانی ماحول میں کچھ وقت گذارنے کی پیشکش میرے نزدیک کافی کشش رکھتی ہے۔ آنے کا وعدہ کرتا ہوں۔ لیکن کہہ نہیں سکتا کہ کب۔

روحانی پیاس رکھنے والا

ایک بندۂ خدا

امر سنگھ دوسانجھ

بہار کے وزیر اعلیٰ کی وفات پر جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے اظہار تعزیت اور گورنر صاحب بہار کی طرف سے شکریہ کا خط

گذشتہ دنوں بہار کے وزیر اعلیٰ شری کرشنا سنہا چند یوم کی علالت کے بعد وفات پا گئے تھے جس پر مرکز جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے بہار کے گورنر صاحب کی خدمت میں تعزیت کا خط لکھا گیا تھا اس کے جواب میں جناب گورنر صاحب بہار تحریر فرماتے ہیں:۔

راج بھون۔ پٹنہ
۱۷ فروری ۱۹۶۱ء

گورنر بہار احمدیہ جماعت قادیان کے ڈاکٹر شری کرشنا سنہا وزیر اعلیٰ بہار کی وفات پر تعزیت نامہ بھجوانے پر شکریہ ادا کرتے ہیں ان کی وفات کا صدمہ بہت شدید ہے ہمیں چاہیئے کہ اس کو صبر اور استقلال سے برداشت کریں۔ مرحوم کے صدمہ رسیدہ خاندان کو پیغام تعزیت سے اطلاع دے دی گئی ہے۔

بخدمت پریذیڈنٹ احمد راجپکی ناظر امور عامہ

جماعت احمدیہ۔ قادیان

خبریں

نئی دہلی ۲۶ فروری۔ وزیر اعظم پنڈت نہرو نے کل نئی دہلی میں پندرھویں آل انڈیا نیوز ایڈیٹرز کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے تمام اخبارات سے اپیل کی کہ اخبارات میں فرقہ وارانہ جذبات بھڑکانے کی غرض سے خبروں کو توڑ مروڑ کر شائع کرنے کا جو رجحان پایا جاتا ہے اُسے فوراً ختم کیا جانا چاہئے۔ کیونکہ اس قسم کی غلط بیانیاں دیگر ردِ عمل کے علاوہ خود اخبارات کے خلاف بھی ردِ عمل پیدا کرتی ہیں۔ پردھان منتری نے جبلپور کے حالیہ فسادات کے سلسلہ میں مدھیہ پردیش کے اخبارات کے اُس طبقہ کی مذمت کی جو کہ ان فسادات کے سلسلہ میں فرقہ وارانہ جذبات کو ہوا دیتے رہے ہیں۔ چنانچہ آپ نے ایسے اخبارات کو وارننگ دی کہ جب سرخیوں اور آرٹیکلوں کے ذریعہ امن عامہ میں خلل ڈالا جائے۔ تو اُسے برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ آپ نے مزید کہا کہ ہر ذمہ دار اخبار کا یہ فرض ہے کہ وہ نہ صرف ایسی باتوں سے احتراز کرے بلکہ اخباری دنیا میں ایسا ماحول پیدا کرے جس سے ایسی باتیں نہ ہو سکیں۔ ایسا ہونے سے اخبارات کی عزت اور پبلک کے دل میں اس کا احترام بڑھے گا پنڈت نہرو نے یہ امید ظاہر کی کہ اخبارات اس معاملہ پر توجہ دے رہے ہیں جب کہ ہم مختلف طریقوں سے صورتِ حال پر غور کر رہے ہیں۔ کیونکہ اگر ہماری بڑی امن ہم جمہوریت کی بنیادیں قائم نہ رہیں تو پھر ہماری تمام دیگر سرگرمیاں بے معنی ہو کر رہ جائیں گی۔ برطانیہ وغیرہ جمہوری ممالک میں اخباروں کی ترقی کا ذکر کرتے ہوئے پنڈت نہرو نے کہا کہ میں ہمیشہ اخبارات کی آزادی کا حامی رہا ہوں۔ لیکن ایسی باتیں آزادانہ اخبار نویسی کی راہ میں ایک رکاوٹ ہیں۔ وزیر اعظم نے اس امر پر افسوس کا اظہار کیا کہ بھارت میں اخبارات کے ایڈیٹر کو اب وہ پوزیشن حاصل نہیں رہی جو کہ ماضی میں ان کا طرۂ امتیاز رہی ہے۔ کیونکہ ایڈیٹروں کو ایسی پالیسی اپنانی پڑتی ہے جو کہ اخبارات کو کنٹرول کرنیوالے اشخاص طے کرتے ہیں۔ چنانچہ ان حالات میں ایڈیٹر کھل کر اپنے جذبات کا اظہار نہیں کر سکتے۔ ایڈیٹروں کی کچھ حد تک پرانی جگہ سپیشل آرٹیکل لکھنے والوں نے لے لی ہے اور وہ ایڈیٹروں کی نسبت اپنے خیالات زیادہ مضبوطی سے قلمبند کرتے ہیں۔ آپ نے ایڈیٹروں سے اپیل کی کہ وہ ہر چیز کے تعمیری پہلو کی طرف زیادہ زور دیں اور کہا نکتہ چینی کرنا اخبارات کا حق ہے لیکن نکتہ چینی جائز اور تعمیری نظریہ سے کی جانی چاہئے

قادیان ۲۳ فروری سیٹھ چمن لال صاحب ساکن قادیان کو خدا تعالیٰ نے بیٹا عطا کیا ہے۔ خدا تعالیٰ اس بچہ کو لمبی عمر دے اور نیک بنائے۔ سیٹھ پیارے لال صاحب صراف اور ان کے خاندان کو مبارک ہو۔

کراچی ۲۴ فروری۔ کل شام قریباً ۲ ہزار مظاہرین جن میں چند طلبا بھی شامل تھے نے ایک مشتعل ہجوم نے کراچی میں متعینہ ہندوستانی ہائی کمشنر کے دفتر پر حملہ کر دیا مظاہرین نصف گھنٹہ تک دفتر کی عمارت پر خشت باری کرتے رہے۔ جس کے نتیجہ میں قائمقام ہندوستانی ہائی کمشنر شری دوسی ترویدی اور ان کے سٹاف کے قریباً ایک درجن ممبران زخمی ہو گئے۔ شری ترویدی دفتر کی عمارت کی تیسری منزل پر کھڑے تھے کہ ایک پتھر سے ان کے چہرہ پر گہرا زخم آیا۔ آپ نے بعد میں پاکستان کے خارجہ سیکرٹری مسٹر اکرام اللہ سے ملاقات کی اور اس واقعہ کے خلاف شدید پروٹسٹ کیا۔

جالندھر ۲۶ فروری۔ سرکاری طور پر بتایا گیا ہے کہ پچھلے سال مختلف اضلاع میں جو سیلاب آئے تھے ان سے ۱۷ لاکھ ایکڑ اراضی میں تقریباً ۷ کروڑ روپیہ کی فصلوں کا نقصان ہوا۔

نئی دہلی ۲۶ فروری۔ ہوم منسٹر پنڈت پنت کی حالت کے متعلق آج شام چھ بجے جو بلیٹن جاری کیا گیا اُس میں کہا گیا تھا کہ اُن کی حالت میں استحکام اور ٹھہراؤ برقرار ہے۔ اور ڈیڑھ بجے کے بلیٹن کے اجراء کے بعد ان کی حالت میں کوئی خاص تبدیلی نہیں ہوئی۔ آج سارا دن اُن کی حالت میں کوئی نئی پیچیدگی پیدا نہیں ہوئی۔ لیکن وہ بدستور بیہوش پڑے ہیں۔ یاد رہے کہ پنڈت پنت پرسوں ۲۳ فروری کو فالج گرا تھا۔ تب سے آپ بیہوش پڑے ہیں۔ تاہم کل سے افاقہ ہے

راولپنڈی ۲۶ فروری۔ بھارت اور پاکستان کے درمیان نکاسیوں کی منقولہ جائدادوں اور بنکوں کے متعلق معاہدوں کو عملی جامہ پہنانے والی کمیٹی کی میٹنگ کل شام ناکام ختم ہو گئی۔ اور بڑی بڑی مدوں پہ کوئی سمجھوتہ نہ ہو سکا۔

اخبار بدر کی ملکیت و دیگر تفصیلات کا بیان

بموجب پریس رجسٹریشن ایکٹ فارم ۴ قاعدہ ۸

(۱) مقام اشاعت . . . . قادیان

(۲) وقفۂ اشاعت . . . . ہفتہ وار

(۳ و ۴) پرنٹر و پبلشر . . . . (ملک) صلاح الدین

قومیت . . . . ہندوستان

پتہ . . . . محلہ احمدیہ قادیان

(۵) ایڈیٹر کا نام . . . . محمد حفیظ بقاپوری

قومیت . . . . ہندوستانی

پتہ . . . . محلہ احمدیہ قادیان

(۶) اخبار کے مالک فرد یا ادارہ کا نام } صدر انجمن احمدیہ قادیان

میں ملک صلاح الدین اعلان کرتا ہوں کہ مندرجہ بالا تفصیلات جہاں تک میری اطلاعات اور علم کا تعلق ہے صحیح ہیں۔

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پبلشر اخبار بدر قادیان

۲۸ فروری ۱۹۶۱ء

جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے چھوٹی بچتوں کی سکیم میں رقمی امداد

قادیان مورخہ ۱۸/۲/۶۱ آج شری آر۔ پی اوجھا سب ڈویژنل مجسٹریٹ سول بٹالہ سے احمدیہ جماعت کے ایک وفد مشتمل بر مکرم مولوی عبد الرحمن صاحب فاضل ناظر اعلیٰ مکرم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی بی۔ اے ناظر امور عامہ، مکرم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز بی۔ اے ناظر بیت المال، مکرم حکیم خلیل احمد صاحب ناظر تعلیم و تربیت نے بٹالہ میں ملاقات کی۔ اس ملاقات میں سلسلہ کے مختصر حالات اور تعلیمات کو بیان کیا۔ اس موقع پر شری ہانڈا صاحب تحصیلدار بھی موجود تھے۔

چھوٹی بچتوں کی سکیم کے سلسلہ میں جناب ایس۔ ڈی۔ ایم صاحب کی خدمت میں مبلغ چار ہزار روپیہ کی رقم جمع کرانے کا وعدہ پیش کیا گیا۔ جس پر ایس۔ ڈی۔ ایم صاحب نے خوشی کا اظہار کیا۔

یہ بات یاد رہے کہ اس سے قبل مرکز سلسلہ کی طرف سے اس سکیم میں گزشتہ مختلف اوقات میں قریباً اکتیس ہزار روپیہ جمع کرایا جا چکا ہے۔ جن میں سے چھ ہزار روپیہ کی رقم دو ماہ قبل موضع گوکھووال میں جناب مہارانی صاحبہ پٹیالہ اور جناب کمشنر صاحب جالندھر کی موجودگی میں پیشکش کی گئی تھی۔

جماعت احمدیہ اپنی روایات کے مطابق ہمیشہ حکومت وقت سے تعاون کرتی ہے۔

ناظر امور عامہ قادیان

ماسکو ۲۶ فروری۔ روسی اخبار پراودا نے انکشاف کیا ہے کہ روس نے زہرہ سیارہ کی طرف جو راکٹ چھوڑا ہے اس کے ساتھ پیغام رسانی کے لئے ایک دو طرفہ سسٹم وضع کیا گیا ہے اور یہ سسٹم ۱۶ کروڑ ۲۰ لاکھ میل کی دوری تک کارگر ہو سکتا ہے۔ یہ راکٹ اُنیس اور ۲۰ مئی کو زہرہ سیارہ کی حد میں داخل ہو جائے گا۔ اس روز زہرہ سیارہ سے اس کا فاصلہ دو ہزار میل سے بھی کم ہوگا۔

تیزپور (آسام) ۲۶ فروری۔ کل تیزپور میں شام کے ۵½ بجے زور کا زلزلہ آیا۔ جس کے جھٹکے نصف منٹ سے زائد وقفہ تک جاری رہے۔ اس کے بعد عجیب سی گڑگڑاہٹ کی آواز سنی گئی۔ خلاصہ ہے کہ کہیں کسی بڑی چٹان گری ہوگی۔ تاہم کسی قسم کا جانی یا مالی نقصان نہیں ہوا۔